ادارہ محمدیہ سیفیہ راوی ریان شریف لاہور
www.saifussarim.com

یارب العالمین ﷻ

جلد 19، شمارہ نمبر 11
ربیع الاوّل 1440ھ، نومبر 2018ء

# السیف الصارم

یارحمۃ للعالمین ﷺ

پبلشر ڈاکٹر محمد سرفراز ڈوگر نے ابوعکاشہ پرنٹرز سے چھپواکر راولپنڈی سے شائع کیا
Endst. No. PR(PLS)-200 / 6153
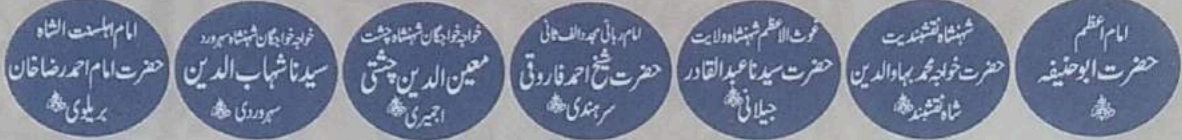
بفیضان نظر محبوب سبحان قیوم زماں مجدد دوراں

## حضرت اخوندزادہ سیف الرحمٰن مبارک رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ سیفیہ فقیر آباد شریف لاہور



**بدل اشتراک سالانہ**

| | |
|---|---|
| امریکہ | 80 ڈالر |
| یورپ | 50 پاؤنڈ |
| مشرق وسطیٰ | 40 دینار |

سالانہ خریداری بذریعہ ڈاک
500 روپے

قیمت فی شمارہ : روپے

سید طارف حسین محمدی سیفی Ph: 0313-4777147

ترسیل زر کے لیے: پوسٹ آفس باکس: 3126 ، GPO اسلام آباد

رابطہ دفتر: آستانہ عالیہ محمدیہ سیفیہ ترنول اسلام آباد

# حمد

## باری تعالیٰ

اِک تیرے سوا میرے مولا بے کس کا سہارا کوئی نہیں
کشتی ہے بھنور میں تیز ہوا منجدھار کنارہ کوئی نہیں

بارود کی بو ہر سو پھیلی ناپید ہوئی خوش بوئے چمن
ہر دم تخریب کا اندیشہ راحت کا اشارا کوئی نہیں

دل دشت نگاہیں بنجر ہیں اور چاند افق میں ڈوبا ہے
کتنی ہیں اندھیری آنکھیں بھی اور مہر ستارا کوئی نہیں

ہر گام پہ لُٹ کے آئے ہیں ہم اہلِ صفا مردودِ حرم
مشکل ہے سفر، انجان ڈگر، رہبر بھی ہمارا کوئی نہیں

# نعت

## رسول مقبول ﷺ

لَمْ یَاتِ نَظِیْرُكَ فِی نَظَرٍ مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہ دوسرا جانا

اَلْبَحرُ عَلَا وَالْمَوجُ طَغٰی من بیکس و طوفان ہو شربا
منجدھار میں ہوں بگڑی ہے ہوا موری نیّا پار لگا جانا

یَا شَمْسُ نَظَرْتِ اِلٰی لَیلِی چو بطیبہ رسی عرضے بکنی
توری جوت کی جھل جھل جگ میں رچی مری

اَنَا فِی عَطَشٍ وَّسَخَاكَ اَتَم اے گیسوئے پاک اے ابرِ کرم
برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

# فہرست

# جان ہیں وہ ﷺ جہان کی۔۔۔

ماخوذ از افادات عالیہ حضور غوث جہاں طبیب روحاں حضرت میاں محمد حنفی سیفی اطال اللہ حیاتہ

اللہ تعالیٰ نے قبیلہ پیغمبراں میں سے صاحب قاب قوسین، مہمان قصرِ دنیٰ اوادنیٰ، رازدارِ لی مع اللہ، محبوبِ کبریا حضرت محمد مصطفی ﷺ کو بے شمار خصائص کے ساتھ مختص فرمایا ہے۔ وسیلہ، فضیلت، مقامِ محمود، پرچمِ حمد (جسکے نیچے تمام حامدین جمع ہوں گے) آپ ﷺ کے خاص اختیارات میں سے ہیں۔ آپ ﷺ کی بارگاہ کا ادب واحترام ایمان کی جان اور دل کا تقویٰ ہے۔ یہاں ادنیٰ سے ادنیٰ سی بے احتیاطی اور بے ادبی کائناتِ ہستی کا سب سے بڑا جرم بن جاتی ہے۔ اس بارگاہ کی نزاکت کا یہ عالم ہے کہ یہاں آواز بلند ہو جائے تو فردِ عمل کا ہر نقشِ خیر مٹ جاتا ہے۔ زبان کی لوچ سے خرمنِ ایمان برباد ہو جاتا ہے۔ اہانت کی معمولی حرکت و جنبش قہرِ الٰہی کو بھڑکا دیتی ہے اور گستاخی کا ہر کلمہ اپنی رسوائیوں کا نشان وسامان بن جاتا ہے۔

ذرا اللہ تعالیٰ کے کلام کے انداز تو دیکھیں۔

سورۃ کوثر میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ

بعض کفار حضور ﷺ کی شان میں کہتے تھے۔ کہ اس شخص کے کوئی بیٹا نہیں۔ بس زندگی تک اس کا نام ہے پیچھے کون نام لے گا۔ ایسے شخص کو ان کے محاورات میں "ابتر" کہتے تھے۔ "ابتر" اصل میں دم کٹے جانور کو کہتے ہیں۔ جس کے پیچھے کوئی نام لینے والا نہ رہے، گویا اس کی دم کٹ گئی۔ قرآن نے بتلایا کہ جس شخص کو اللہ خیر کثیر عنایت فرمائے اور ابد الآباد تک نام روشن کرے اسے "ابتر" کہنا پرلے درجہ کی حماقت ہے۔ حقیقت میں "ابتر" وہ ہے جو ایسی مقدس و مقبول ہستی سے بغض وعناد

اور عداوت رکھے اور اپنے پیچھے کوئی ذکر خیر اور اثر نیک نہ چھوڑے۔ آج ساڑھے چودہ سو برس کے بعد ماشاء اللہ حضور ﷺ کی روحانی اولاد سے دنیا بھری پڑی ہے اور جسمانی دختری اولاد بھی بکثرت ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ کے آثار صالحہ عالم میں چمک رہے ہیں۔ آپ ﷺ کی یاد نیک نامی اور محبت و عقیدت کے ساتھ کروڑوں انسانوں کے دلوں کو گرما رہی ہے۔ دوست دشمن سب آپ کے اصلاحی کارناموں کا صدق دل سے اعتراف کر رہے ہیں۔ پھر دنیا سے گزر کر آخرت میں جس مقام محمود پر آپ ﷺ کھڑے ہوں گے اور جو مقبولیت و متبوعیت عامہ آپ ﷺ کو علیٰ روس الاشہاد حاصل ہوگی وہ الگ رہی۔ کیا ایسی دائم البرکتہ ہستی کو (العیاذ باللہ) "ابتر" کہا جا سکتا ہے؟ اس کے مقابل اس گستاخ کو خیال کرو جس نے یہ کلمہ زبان سے نکالا تھا۔ اس کا نام و نشان کہیں باقی نہیں۔ نہ آج بھلائی کے ساتھ اسے کوئی یاد کرنے والا ہے۔ یہ ہی حال ان تمام گستاخوں کا ہوا جنہوں نے کسی زمانہ میں آپ ﷺ کے بغض و عداوت پر کمر باندھی اور آپ ﷺ کی شان مبارک میں گستاخی کی اور اسی طرح آئندہ ہوتا رہے گا۔

سورۃ حجرات میں ادب سکھاتے ہوئے ارشاد ہوا:

اپنی آوازیں بھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے پست رکھو اسی وجہ سے جب کوئی وفد حضور ﷺ سے ملاقات کے لیے مدینہ طیبہ پہنچتا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان کی طرف ایک خاص آدمی بھیجتے جو انہیں حاضری کے آداب بتاتا اور ہر طرح ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا۔

اسی طرح دیگر مقامات پر جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ کریم ﷺ کی بارگاہ کے ادب کا حکم دیا ہے وہاں گستاخانِ بارگاہِ نبوت کو ذلیل و رسوا بھی کیا ہے۔

جیسا کہ سورۃ القلم اور سورۃ لہب میں گستاخانِ بارگاہ نبوت کے رذائل قیامت تک واضح فرما کر سب کو یہ پیغام دیا کہ ''اصل الاصول بندگی اس تاجور کی'' ہے۔

پس ناموسِ رسالت کے تحفظ، مقامِ رسالت کی عظمت و رفعت اور حریمِ نبوت کی نزاکت و لطافت روحِ ایمان ہے۔ لاریب اللہ تعالیٰ کی غیرت و حرمت اور اس کے محبوب کی عزت و حرمت کی جہت ایک ہی ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا۔ (الاحزاب:57)

ترجمہ: بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

گویا جس نے رسول ﷺ کو اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔ اور جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

کیونکہ امت نبی کریم ﷺ کے واسطہ کے بغیر اپنے پالنہار سے ربط و تعلق قائم نہیں کر سکتی۔ نہ کسی کے لیے حضور ﷺ کے علاوہ اللہ تعالیٰ تک رسائی کا کوئی اور طریقہ و ذریعہ ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے امر و نہی اور اخبار و بیان کے عظیم منصب پر اپنے محبوب کو فائز فرما کر خالق و مخلوق کے درمیان ربط و تعلق کا ذریعہ بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے قربت کا اظہار بھی قرآن کریم میں کیا خوب فرمایا ہے:

ارشاد ہوتا ہے:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۔ (النجم:3)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے

مفہوماً اسکی باتوں کو یونہی مذاق نہ سمجھ لینا، بلکہ یہ تو کہتا ہی وہی ہے جو میں وحی کرتا ہوں۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے مطلقاً حکم دیا:

وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ۔ (المائدۃ۔92)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا

یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے محبوب رسول ﷺ کی اطاعت ایک ہی ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

مَّن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ۔ (النساء۔80)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا

یعنی جس نے میرے محبوب کی اطاعت کی گویا میری اطاعت کی۔

ایک اور جگہ فرمایا: اے محبوب تیرا ہاتھ نہیں میرا ہاتھ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۔(الفتح۔10)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

گویا رسول اللہ ﷺ کی بعثت انسانیت پر اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل اور رحمت ہے جس کے ذریعے انسان کے اخلاق احسن طریق پر سنور گئے اور عظیم الشان فقید المثال معاشرہ تشکیل پا گیا۔ ایسا معاشرہ جو حقوق و فرائض کی ادائیگی، تقویٰ، عدل، مساوات، مواخات، دیانت، حسنِ خلق، یگانگت، احساس، اجتماعیت، وفا، غمگساری، خلوص، ایثار، قربانی، قناعت، صبر اور شکر تسلیم و رضا میں ڈھلا ہوا تھا۔ یہی دراصل مصطفوی انقلاب تھا کہ جس کے حقیقی اثرات خلفائے راشدین کے زمانے میں دنیا میں تیزی سے پھیلے۔ یہ انقلاب صحبتِ رسول ﷺ کے ثمرات کا نتیجہ تھا جس نے لوگوں کے قلوب و اذہان میں علم و آگہی کے در وا کیے کہ پورا معاشرہ حقیقی بندگی اور انسانیت کی اعلیٰ معراج پر فائز ہو گیا۔ بنی نوع انسان اپنے خالق و مالک کا صحیح خلیفہ ہونے کا اعزاز پا گیا اور حاکمیتِ خدا کی عملی شکل معرض وجود میں آ گئی۔ اس شمع کو خلفائے راشدین نے اسی شکل میں روشن رکھا۔

آج مسلمانوں کے عمل میں وہ پختگی اور دلوں میں وارفتگی کا فقدان کیوں ہے؟ کیوں آج اتباع رسول ﷺ اور دین متین پر عمل ہمارے لئے مشکل نظر آتا ہے؟ کیونکہ ہم ایک مسلمان گھرانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے ظاہراً تو مسلمان ہیں، لیکن اس عشقِ رسول ﷺ کی حقیقت سے نا آشنا ہیں جس خزینے کا مرکز سینہ رسول ﷺ ہے۔ آج وسائل کی بھی کمی نہیں لیکن جگ ہنسائی اور رسوائی مسلمانوں کا مقدر اسی لئے بنی ہے کہ ہم نے اتباع نبوی ﷺ کو ترک کر کے اللہ رب العزت کی ناراضگی مول لی۔ وہی رب ہے جس نے مٹھی بھر مسلمانوں کی ہیبت لاکھوں کفار کے اوپر طاری کر دی تھی۔ کیوں!!! اسی لئے کہ ان لوگوں (اصحاب رسول ﷺ) کے دلوں میں ہیبت و عزت خداوندی اور عشق رسول ﷺ موجود تھے، جس نے ان اصحاب کی عزت و توقیر کو قائم رکھا۔

عصرِ حاضر میں جہاں ایک طرف اُمت کے دلوں سے عشقِ رسول ﷺ کی دولت، مقام اور منصبِ رسول ﷺ پر لاف زنی کرتے ہوئے چرائی جا رہی ہے۔ وہیں اہانت و گستاخی کا فتنہ طاغوتی شیطانی قوتوں کی آشیر باد سے امنِ عالم کو تہس نہس کر رہا ہے۔ اس لیے آج امتِ مسلمہ کا بالعموم اور علماء و مشائخ کا بالخصوص

اجتماعی فریضہ ہے کہ وہ تحفظِ ناموسِ رسالت کے لیے تمام جانی و مالی وسائل بروئے کار لائیں اور جانوں کے نذرانے پیش فرما کر اپنی جانیں بچائیں۔ یہی منشائے خداوندی ہے، شریعت کا تقاضا ہے، ایمان کی آواز ہے اور پاکانِ امت کا نعرہ ہے۔

کروں تیرے نام پہ جان فدا نہ بس ایک جان دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

اس فریضہ کی ادائیگی "حقیقی عشقِ رسول" کے بغیر ممکن نہیں اور عشقِ رسول کسی بھی طبیعت کا حصہ اس کے اوصاف گنوانے سے ہی نہیں بنتا بلکہ طبیعت سے ہر غیر کے نکلنے سے اور یعنی سب سے زیادہ میلان اس ذات مبارکہ سے رکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی بات رسول ﷺ کے فرمان کے عین مطابق ہے کہ:

فَوَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِهِ، لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ (بخاری، باب: حب الرسول من الایمان)

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے اس وقت تک کوئی کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک اپنے والدین، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہیں رکھتا۔

اور یہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے عین مطابق فرمایا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ (الاعراف:157)

ترجمہ: پس جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم کی اور اس کی مدد کی اور اتباع کی اس نور کی جو اس (رسول) کے ساتھ اتارا گیا، یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے عشاق کی نشانیاں بتائی ہیں۔ کہ وہ ان کا ادب و تعظیم کرنے والے ہوں گے، ان کی اتباع کرنے والے ہوں گے اور ان لوگوں کو آپ ﷺ کی ذات میں کسی قسم کا عیب نظر نہیں آئے گا۔ وہ آقائے دو جہاں ﷺ کی سماعت، بصارت، حیات، نورانیت، بشریت اور علم پر اعتراض و نقطہ چینی کرنے والے نہیں ہوں گے۔ اور یہ منزل اگر صحابہ کرام کو ملی ہے تو صرف صحبتِ رسول ﷺ ہی کی بدولت ملی ہے۔ اور انہیں پاک صحبتوں کا یہ سلسلہ قیامت تک امت میں جاری و ساری رہے گا۔

عشق رسول ﷺ سے بھرپور فیضان صحابہ کرام کے بعد اولیاء کاملین کی صحبت میں ہی ملا کرتا ہے کیونکہ اولیائے عظام ہی حقیقی وارثینِ نبوت ہیں۔ حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت مبارکہ میں بیٹھنے والے لوگ انہیں اوصاف کے پیکر نظر آتے تھے، حضور خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ سے نسبت رکھنے والے بھی تو انہیں اوصاف کا نمونہ تھے، حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے محبین و متوسلین انہیں اوصاف سے مزیّن تھے۔ اور تحدیثِ نعمت کی بات ہے کہ اس دور میں مجددِ عصر حاضر قیومِ زماں محبوبِ سبحان حضرت آخوندزادہ سیف الرحمن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بیٹھنے والے لوگ بھی انہیں اوصافِ حمیدہ کے نمونے نظر آتے ہیں۔ انہی کاملین اولیاء کی نسبت و صحبت ہی آج امت کے دلوں کو عشقِ رسول ﷺ کے خزانے سے لیس کر سکتی ہے اور انہیں دلائل و براہان کی کسوٹی سے بے نیاز کر کے ہر قربانی کیلئے تیار کر سکتی ہے۔ اس دولت کے بغیر "انسانیت کے حقوق" کا نام نہاد شور و غوغا ایمان سے تہی دامن کر سکتا ہے کیونکہ جس کے صدقے سے انسانیت کا نام و بھرم ہے اس بنیاد کو خاطر میں لائے بغیر کونسے حقوق کی عمارت ایستادہ کی جا سکتی ہے۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے "ایمان کی روح" کو بچانے کے لیے امت میں عشقِ رسول ﷺ کا نور پھیلائیں تاکہ اپنے پیدا کرنے والے رب کے سامنے سرخرو ہو سکیں۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

# پارہ دوم۔ سیقول

## (مضامین کا خلاصہ)

تحریر: مولانا مشکور حسین محمدی سیفی

### رکوع۔17

فرمایا: کہ ہم نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آرزو دیکھ کر خانۂ خدا کو قبلہ قرار دیا ہے۔ پہلے تم بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے تھے اب خانہ کعبہ کی طرف۔ جان لو سب سمتیں اللہ ہی کی ہیں۔

### رکوع۔18

فرمایا: بیت اللہ اب دنیا کے تمام مسلمانوں کے لیے قیامت تک کے لیے قبلہ مقرر کیا گیا ہے۔ دعائے ابراہیم علیہ السلام کے مطابق تم ایک اللہ، ایک رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ایک کتاب اور ایک قبلہ کا پیروکار بنایا تاکہ تم باہم متحد رہو اور اپنے محسنِ حقیقی کے احسانات کو یاد رکھو، کفرانِ نعمت سے بچتے رہو۔ اللہ کی رحمت کے دروازے تم پر کھلے رہیں گے۔

### رکوع۔19

فرمایا کہ: دنیا میں کامیابی کے لیے کچھ مشکلات سے دوچار ہونا لازمی ہے۔ تم صبر و رضا، نماز و دعا کے ذریعے اللہ کی مدد حاصل کرو۔ فرمایا: اللہ کی راہ میں جان دینے والے مرتے نہیں اور ہمیشگی کی زندگی پاتے ہیں لیکن تم کو اس کا شعور نہیں۔ جان لو حج و عمرہ کے مراسم صرف رسمیں نہیں بلکہ صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ ان نشانیوں سے نیکی کا جذبہ پیدا ہونا چاہیے اور انسان گناہوں سے پاک ہو کر اللہ کے حضور سر تسلیم خم کر دے۔ فرمایا: خوف و طمع کی خاطر اللہ کے حکموں کو چھپانے والوں پر اللہ کی پھٹکار اور تمام مخلوقات کی لعنت ہے۔ صرف وہی معبودِ حقیقی معبودِ واحد ہے اس کے علاوہ کوئی قابل بندگی و پرستش نہیں۔

رکوع۔20

رات اور دن کا چھوٹا بڑا ہونا، کشتیوں کا سمندر میں چلنا، بارش سے مردہ زمین کا زندہ ہونا، ہواؤں اور بادلوں کو قابو میں رکھنا عقل مندوں کے لیے اللہ کی نشانیاں ہیں۔

رکوع۔21

فرمایا: حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تم پر مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس کو غیر اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو، حرام کیے گئے ہیں۔ مجبوری میں کہ زندگی ختم ہو رہی ہو تو حرام شے کی اجازت اس حد تک دی گئی ہے کہ جان بچ جائے۔

رکوع۔22

فرمایا: کہ اصل نیکی یہ ہے کہ ایمان لائے اللہ پر، قیامت پر، فرشتوں، کتابوں اور پیغمبروں پر اور اللہ کی خوشنودی کے لیے رشتہ داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں اور معاشرہ میں پھنسے محکوموں کو آزاد کرانے کے لیے مال خرچ کرے اور نماز کی پابندی، زکوۃ کی ادائیگی، ایفائے وعدہ اور مصائب میں صبر کرنے والے سچے متقی اور نیکوکار ہیں۔

فرمایا: قتل کا بدلہ قصاص ہے لیکن رضامندی کے ساتھ خون بہا اور معاف کرنا بھی جائز کر دیا۔ ترکہ چھوڑنے والا ورثاء کو جھگڑوں سے بچانے کے لیے دستور اسلامی کے تحت وصیت کر جائے۔

رکوع۔23

فرمایا: تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح پہلی امتوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم میں پرہیز گاری پیدا ہو۔ یہ گنتی کے دن ہیں اور اس کے بے شمار فائدے ہیں اور اجتماعی تربیت بھی ہے۔ مریض اور مسافر مجبور ہوں تو دوسرے دنوں میں روزے پورے کرلیں اور ناتوان و کمزور جو روزہ نہ رکھ سکیں وہ فدیہ کے طور پر کسی غریب یا حاجت مند کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیں۔

اسی مہینہ میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کے لیے ہدایت ہے اور اس کے ہر حکم میں ان گنت برکتیں اور حکمتیں بھری ہوئی ہیں۔ فرمایا: کہ پوچھنے والوں کو بتادیں کہ میں ان کے قریب ہوں اور ہر پکارنے والے کی پکار سنتا اور دعا قبول کرتا ہوں۔ شرط یہ ہے کہ میرا حکم مانیں پھر روزہ کے آداب و احکام بیان کیے گئے۔ فرمایا: کہ ایک دوسرے کا مال،

دھوکہ، فریب، ظلم، زیادتی، خیانت و بے انصافی وغیرہ سے مت کھاؤ۔ نہ ہی رشوتیں دو۔

## رکوع ۔24

فرمایا: نئے چاند لوگوں کے لیے وقت کا حساب کرنے کا آلہ ہیں۔ ان کے ذریعے عبادات اور حج کے اوقات مقرر کیے جاتے ہیں۔ فرمایا: اللہ کی راہ میں جنگ کرو لیکن زیادتی نہ کرو۔ فتنہ قتل سے بدتر ہے۔ مسجد الحرام کے پاس قتال نہ کرو اگر کوئی حملہ کرے تو جواب دو یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو جائے۔ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ حرمت والے مہینوں کا احترام کرو۔ نیکی اور حسن سلوک کرو۔ حج و عمرہ صرف اللہ کی رضا کے لیے ہیں۔ ان کے حدود و قواعد، احکام و فرائض پورے کرو۔

## رکوع ۔25

فرمایا: حج کے مہینے مقرر ہیں اور اس سلسلے میں ضروری احکام بیان فرمائے۔ فرمایا: اچھی دعا دنیا و آخرت میں کامیابی کا مانگنا ہے۔ صرف دنیا میں آسائش مانگنے والوں کا آخرت میں کچھ حصہ نہیں۔ نیکی کی اصل تقویٰ ہے۔ غرور اور فساد اللہ کو ناپسند ہیں۔ فرمایا: اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ دانستہ غلطی نہ کرو۔ بنی اسرائیل سے عبرت حاصل کرو۔ مومنوں کا مذاق نہ اڑاؤ۔ شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو۔ راہِ ہدایت سے نہ بھٹکو کہ تمہارے پاس واضح نشانیاں آچکی ہیں۔

## رکوع ۔26

فرمایا: بنی اسرائیل کو ہم نے کیسی کھلی نشانیاں دکھائی ہیں۔ نعمت پا لینے کے بعد نافرمانوں کو سزا سامانِ عبرت و بصیرت ہے۔ ابتدا میں تمام انسان امتِ واحدہ تھے۔ جب لوگوں کے عقائد میں اختلاف ہوتا پیغمبر بھجوائے جاتے جو ان کے اختلاف ختم کرتے۔ پھر مال کو والدین، قرابت داروں، یتیموں، محتاجوں، مسافروں پر خرچ کرنے کا حکم دیا۔ اللہ نے مسلمانوں کو جہاد / قتال کی اجازت دے دی۔

## رکوع ۔27

فرمایا: حرمت والے مہینوں میں جنگ بڑا گناہ ہے۔ لیکن فتنہ قتل سے بڑا گناہ ہے۔ مرتد کی سزا دائمی جہنم ہے۔ صاحب ایمان جنہوں نے ہجرت کی، جہاد کیا، رحمت و بخشش کے مستحق ہیں۔ فرمایا: شراب اور جوا بہت بری چیزیں ہیں۔ جو تمہاری

ضرورت سے بچ جائے اللہ کی راہ میں خرچ کر دو۔ یتیموں کی تربیت اور نگہداشت پر زور دیا گیا۔ فرمایا: نہ مشرکہ عورتوں سے نکاح کرو نہ اپنی عورتیں مشرک مردوں کے نکاح میں دو۔

رکوع۔28

فرمایا: حیض کے دوران عورتوں سے جنسی تعلقات سے گریز کرو۔ پھر طلاق، عدت اور رجوع کرنے کے احکامات بیان فرمائے۔

رکوع۔29

رجعی طلاق، خلع، رجوع، حلالہ اور بیویوں کے ساتھ برتاؤ کے احکام بیان ہوئے۔

رکوع۔30

عدت، رضاعت کے احکام بیان ہوئے۔

رکوع۔31

فرمایا: کہ چھونے سے پہلے طلاق میں عورت کو نصف مہر ادا کرنا ہوگا اور پورے مہر کی ادائیگی تقویٰ سے قریب ہے۔ فرمایا: نمازیں پابندی اوقات سے ادا کرو۔

رکوع۔32

جہاد کرنے کا حکم ملا اور فرمایا کہ اس کی ضروریات کے سلسلے میں اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرو تاکہ وہ تمہارے مال کو برکت کے ذریعے کئی گنا زیادہ کر دے۔ پھر بنی اسرائیل کے سلسلے میں جالوت اور طالوت کے قصے بیان فرمائے۔

رکوع۔33

فرمایا: فتح و نصرت کا انحصار لشکر کی قلت و کثرت پر نہیں یہ اللہ کی رحمت پر ہے۔

# محبوب ربّ العالمین رسول کریم ﷺ

## بحیثیت مُبَشِّر (بشارت دینے والے)

### فرامینِ نبوی ﷺ کی روشنی میں حقیقت و وضاحت

تحریر: مولانا ابو السرمد محمد یوسف

قائد المرسلین ، امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی عظیم شخصیت کا ہر پہلو ہی تابناک اور ہر گوشہ ہی بے مثال ہے۔ آپ کے گلستانِ محاسن میں ہر پھول کی ادا نرالی ہے اور جہانِ فضائل میں ہر فضیلت کی جداگانہ رعنائیاں ہیں۔ آپ کے مراتب کی کائنات بھی بڑی گنجان آباد ہے اور محامد کے سمٰوات بھی تاروں سے معمور ہیں۔ یہی وہ مقام ہے جس کی طرف مفسر کی باریک بینیاں "محدّث کی معنی خیزیاں" محقق کی نکتہ آفرینیاں "ادیب کی ادب طرازیاں" شاعر کی رنگیں بیانیاں، شمس و قمر کی جلوہ افروزیاں اور بہاروں کی عطر بیزیاں سلام عقیدت کرنے کو جھکتی رہتی ہیں۔ کوئی آپ کے کسی وصف کو اپنی فکر کا مطاف بنائے ہوئے ہے اور کوئی کسی ادا کو قبلہ خیال ٹھہرائے ہوئے ہے۔ اس وقت میرا قلم آپ کے "وصفِ مبشر" کی تشریح سے سعادت مندی چاہتا ہے۔

## رسولِ مبشر

فرمان باری تعالیٰ ہے :

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

(الاحزاب آیت 45)

"اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بے شک ہم نے تجھے بھیجا حاضر وناظر خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا"۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے اس وصف کو خود بیان فرمایا ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

أَنَا أَوَّلُ النَّاسِ خُرُوجًا إِذَا بُعِثُوا، وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا وَفَدُوا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا، لِوَاءُ الحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي وَلَا فَخْرَ

(ترمذی: ابواب المناقب)

ترجمہ: جب لوگ اٹھائے جائیں گے میں سب سے پہلے قبر سے باہر آؤں گا جب لوگ اکٹھے ہوں گے تو میں انہیں خطبہ دوں گا جب لوگ نا اُمید ہو جائیں گے تو میں انہیں بشارت دوں گا۔ اس دن حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہو گا اور میں حضرت آدم علیہ السلام کی تمام اولاد میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہوں اور اس پر فخر نہیں۔

بشارت:

اس کے اصلی حروف ب ش ر ہیں۔ جس کے معنی میں ظہور ہے۔ جوہری نے کہا ہے **البَشَرَةُ والبَشَرُ: ظاهرُ جلدِ الإنسان. وبَشَرَةُ الأرضِ: ما ظهر من نباتها۔** (صحاح للجوھری: 2/ 590، دار العلم للملایین بیروت)

"مبشرہ اور مبشر انسان کی ظاہر جلد کو کہتے ہیں۔ زمین کی بشرہ اس کی نباتات کو کہا جاتا ہے۔

میر سید شریف کہتے ہیں بشارت کی اصطلاحی تعریف یہ ہے:

**كل خبر صدق تتغير به بشرة الوجه، ويستعمل في الخير والشر، وفي الخير أغلب۔**

(التعریفات للجرجانی دار الکتب العلمیہ بیروت-لبنان)

'ہر وہ سچی خبر جس کی وجہ سے چہرے کی جلد تبدیل ہو جاتی ہے اس کا استعمال خیر میں بھی ہو سکتا ہے اور شر میں بھی لیکن خیر میں زیادہ ہوتا ہے"۔

عمومی استعمال کے لحاظ سے بشارت کا اطلاق اچھی خبر پر ہوتا ہے۔ اصطلاحی معنی کی لغوی کے ساتھ مناسبت یہ ہے کہ جب انسان اچھی خبر سنتا ہے تو اس کی بشرہ میں یعنی چہرے کی جلد میں رنگ کے لحاظ سے تغیر آجاتا ہے۔ اس لئے اس کو بشارت کہتے ہیں۔

## رسول اللہ ﷺ کی چند بشارتیں

ذخیرہ حدیث شریف میں سے اگر آپ ﷺ کی طرف سے دی گئی بشارتوں کو جمع کیا جائے تو ضخیم کتاب بن جائے۔ یہاں صرف چند بیان کی جاتی ہیں:

(1) **عبد الرحمن بن عوف أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «أَبُو بَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَعُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَعَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَطَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَالزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَوْفٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي الْجَنَّةِ وَسَعِيدُ بْنُ زَيْدٍ فِي الْجَنَّةِ وَأَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِي الْجَنَّةِ**

حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "حضرت ابو بکر جنتی ہیں، حضرت عمر جنتی ہیں، حضرت عثمان جنتی ہیں، حضرت علی جنتی ہیں، حضرت طلحہ جنتی ہیں، حضرت زبیر جنتی ہیں، حضرت عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں، حضرت سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں، حضرت سعید بن زید جنتی ہیں اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہم جنتی ہیں"۔

(2) أَتَى جِبْرِيلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ: هَذِهِ خَدِيجَةُ قَدْ أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيهِ إِدَامٌ، أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلاَمَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّي وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لاَ صَخَبَ فِيهِ، وَلاَ نَصَبَ (بخاری 1/539، قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کی طرف آرہی ہیں ان کے پاس برتن ہے اس میں سالن یا کھانا یا پانی ہے۔ جب وہ آپ کے پاس پہنچ جائیں انہیں ان کے رب کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہہ دیں اور ان کو جنت میں مجوف ہیرے کے بنے ہوئے گھر کی بشارت دے دیں، جس میں شور ہو گا نہ تھکاوٹ۔

(3) أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ، وَجَعَلَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ، يَرْكَبُونَ ثَبَجَ هَذَا البَحْرِ، مُلُوكًا عَلَى الأَسِرَّةِ، أَوْ: مِثْلَ المُلُوكِ عَلَى الأَسِرَّةِ - شَكَّ إِسْحَاقُ - قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ: «نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللهِ» كَمَا قَالَ فِي الأَوَّلِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ ادْعُ اللهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: «أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ» فَرَكِبَتِ البَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ البَحْرِ، فَهَلَكَتْ۔

(بخاری 1/391، قدیمی کتب خانہ کراچی)

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ حضرت ام حرام بنت ملحان کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (یہ آپ ﷺ کی محرم تھیں کیونکہ آپ کی رضاعی خالہ تھیں) وہ آپ ﷺ کو کھانا پیش کرتی تھیں۔ وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ تھیں۔ آپ ﷺ ایک دن حضرت ام حرام کے پاس تشریف لے گئے انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا۔ پھر آپ کے پاس بیٹھ کر آپ کے سر مبارک کو کھجلانے لگیں پس نبی اکرم ﷺ محوخواب ہو گئے۔
کچھ دیر بعد مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے پوچھا "یا رسول اللہ ﷺ مسکرانے کی وجہ کیا ہے؟
'آپ ﷺ نے فرمایا "میری اُمت کے کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے مجھ پر پیش کئے گئے ہیں اس حال میں کہ اس سمندر کی پیٹھ پر سوار اور تختوں پر بادشاہ بنے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان مجاہدین میں سے شمار کرے تو آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ پھر آپ نے سر رکھا اور سو گئے پھر مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مسکرانے کی وجہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا "میری اُمت کے کچھ لوگ مجھ پر فی سبیل اللہ جہاد کرتے پیش کئے گئے ہیں" جیسا کہ آپ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ مجھے بھی ان میں سے بنا دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "آپ پہلی جماعت میں سے ہیں"۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا امیر معاویہ کے زمانے میں سمندری مہم میں فوج کے ساتھ شریک ہوئیں۔ (امیر معاویہ کی اہلیہ بنت قرظ کے ساتھ) جب سمندر سے باہر نکلیں تو اپنی سواری پر سے گر پڑیں اور شہید ہو گئیں

(4)۔عن الحسن ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لسراقۃ بن مالک کیف بک اذا لبست سواری کسری و منطقتہ و تاجہ قال فلما اتی عمر بسواری کسری و منطقتہ و تاجہ دعا سراقۃ بن مالک والبسہ ایاھما (اسد الغابہ 2/197، دار الفکر بیروت)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت سراقہ بن مالک (جو

ہجرت کے دن آپ ﷺ کے تعاقب میں گئے تھے اور گھوڑا دھنس گیا تھا پھر مسلمان ہو گئے) سے فرمایا تھا "اے سراقہ اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی جب کسریٰ کے کنگن، کمربند اور تاج تمہیں پہنایا جائے گا"۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب یہ فتح کے بعد لائی گئیں تو آپ نے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور انہیں تاج اور کنگن پہنا دیئے۔

(5) أُمِّ وَرَقَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللهِ بْنِ نَوْفَلٍ الْأَنْصَارِيَّةِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا غَزَا بَدْرًا، قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ: يَا رَسُولَ اللهِ، ائْذَنْ لِي فِي الْغَزْوِ مَعَكَ أُمَرِّضُ مَرْضَاكُمْ، لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَرْزُقَنِي شَهَادَةً، قَالَ: «قَرِّي فِي بَيْتِكِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَرْزُقُكِ الشَّهَادَةَ»، قَالَ: فَكَانَتْ تُسَمَّى الشَّهِيدَةُ، قَالَ: وَكَانَتْ قَدْ قَرَأَتِ الْقُرْآنَ فَاسْتَأْذَنَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تَتَّخِذَ فِي دَارِهَا مُؤَذِّنًا، فَأَذِنَ لَهَا، قَالَ: وَكَانَتْ قَدْ دَبَّرَتْ غُلَامًا لَهَا وَجَارِيَةً فَقَامَا إِلَيْهَا بِاللَّيْلِ فَغَمَّاهَا بِقَطِيفَةٍ لَهَا حَتَّى مَاتَتْ وَذَهَبَا، فَأَصْبَحَ عُمَرُ فَقَامَ فِي النَّاسِ، فَقَالَ: مَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْ هَذَيْنِ عِلْمٌ، أَوْ مَنْ رَآهُمَا فَلْيَجِئْ بِهِمَا، فَأَمَرَ بِهِمَا فَصُلِبَا فَكَانَا أَوَّلَ مَصْلُوبٍ بِالْمَدِينَةِ (ابو داؤد، حدیث رقم 591، دار الفکر بیروت)

"حضرت ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے جب جنگ بدر کی تیاری کی تو میں نے کہا مجھے اپنے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کی اجازت دیجئے۔ میں آپ کے مریضوں کی تیمار داری کروں گی، اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کا شرف عطا فرما دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم گھر میں رہو' اللہ تعالیٰ تمہیں شرف شہادت دے دے گا"۔ راوی کہتے ہیں کہ انہیں "شہیدہ" کہا جاتا تھا۔ وہ قرآن مجید کی قاریہ تھیں۔ انہوں نے نبی محترم ﷺ سے گھر میں موذن رکھنے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ انہوں نے اپنے غلام اور لونڈی کو مدبر بنایا ہوا تھا (کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو) وہ دونوں ایک رات آپ کے پاس گئے اور آپ ہی کی چادر سے آپ کا منہ ڈھانپ لیا اور سانس بند کی یہاں تک آپ فوت ہو گئیں۔ اس کے بعد وہ دونوں فرار ہو گئے۔ صبح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان کیا جس کو ان کے بارے کچھ پتہ ہو یا انہیں دیکھا ہو انہیں لے آئے۔

انہیں لایا گیا آپ نے ان کے بارے میں حکم فرمایا کہ ان کو سولی پے چڑھادو پس یہ دونوں وہ پہلے تھے۔ جنہیں مدینہ شریف میں سب سے پہلے سولی پے چڑھایا گیا"۔

سرکار مدینہ ﷺ انہیں شہیدہ کہا کرتے اور فرمایا کرتے تھے :

انْطَلِقُوا بِنَا نَزُورُ الشَّهِيدَةَ (السنن الکبریٰ للبیہقی 166/2، دارالفکر بیروت)

"چلو ہمارے ساتھ شہیدہ کے پاس چلیں ان کی ملاقات کیلئے"۔

(6)۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ کہتے ہیں ایک دن نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے ارشاد فرمایا (مختصر روایت ہے)

فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيرًا سَدَّ الأُفُقَ، فَقِيلَ: هَؤُلاَءِ أُمَّتُكَ، وَمَعَ هَؤُلاَءِ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

میں نے ایک بہت بڑی جماعت دیکھی جس نے افق کو بھر دیا۔ کہا یہ آپ کے امتی ہیں۔ ان کے ساتھ ستر ہزار جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے۔

فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ [ص:135] أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: «نَعَمْ» فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ: أَمِنْهُمْ أَنَا، قَالَ: «سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ» (بخاری 856/2، قدیمی کتب خانہ)

"حضرت عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ کیا میں ان میں سے ہوں۔ آپ ﷺ نے کہاہاں۔ ایک اور اُٹھااور اس نے کہا کیا ان میں سے میں بھی ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عکاشہ تجھ سے جنت کے بارے میں سبقت لے گئے"۔

(7)۔ عَنْ سَهْلُ ابْنُ الْحَنْظَلِيَّةِ، أَنَّهُمْ سَارُوا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَأَطْنَبُوا السَّيْرَ، حَتَّى كَانَتْ عَشِيَّةً فَحَضَرْتُ الصَّلَاةَ، عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَارِسٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي انْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ حَتَّى طَلَعْتُ جَبَلَ كَذَا وَكَذَا، فَإِذَا أَنَا بِهَوَازِنَ عَلَى بَكْرَةِ آبَائِهِمْ بِظُعُنِهِمْ، وَنَعَمِهِمْ، وَشَائِهِمْ، اجْتَمَعُوا إِلَى حُنَيْنٍ، فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: «تِلْكَ غَنِيمَةُ الْمُسْلِمِينَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ» (ابوداود حدیث رقم 2501، دارالفکر ت معجم کبیر للطبرانی 96/6، داراحیاء التراث)

حضرت سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ حنین کے موقعہ پر سفر کیا اور لمبا سفر کیا یہاں تک شام ہوگئی۔ میں آپ ﷺ کے پاس نماز کیلئے حاضر ہوا تو ایک گھوڑ سوار آیا اور اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں آپ کے آگے آگے گیا یہاں تک فلاں پہاڑ پر چڑھا تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ قبیلہ ہوازن والے تو سارے کے سارے اپنے ہودج، جانور اور بھیڑ بکریاں لے کر حنین میں پہنچ گئے ہیں۔ نبی اللہ ﷺ مسکرائے اور ارشاد فرمایا" یہ کل انشاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا مال غنیمت بن جائیں گے"۔

(8)۔ حضرت عدی بن حاتم سے روایت (مختصراً) ہے وہ کہتے ہیں میں رسول پاک ﷺ کے پاس بیٹھا تھا تو آپ کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے آپ کے پاس بھوک کی شکایت کی۔ پھر ایک اور آیا اس نے ڈاکہ زنی کی شکایت کی۔ آپ ﷺ نے مجھے فرمایا" اے عدی کیا تم نے "حیرہ شہر کو دیکھا ہے "میں نے کہا دیکھا تو نہیں سنا ہے۔

اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الظَّعِينَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الحِيرَةِ، حَتَّى تَطُوفَ بِالكَعْبَةِ لاَ تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ، - قُلْتُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَ نَفْسِي فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّئٍ الَّذِينَ قَدْ سَعَّرُوا البِلاَدَ - ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوزُ كِسْرَى»، قُلْتُ: كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، قَالَ: سُورَةُ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلاَ يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ" اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ اونٹ سوار عورت حیرۃ (کوفہ کے قریب ایک پرانا شہر تھا) سے سفر شروع کرے گی یہاں تک کعبہ کا طواف کرے گی اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہو گا۔ میں نے اپنے دل میں کہا پھر قبیلہ طی کے ڈاکو کہاں جائیں گے جنہوں نے شہروں میں فساد برپا کر رکھا ہے۔ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو کسری کے خزانے تم کھولو گے' میں نے کہا۔ کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے کہا۔ ہاں ۔ اگر آپ کی زندگی لمبی ہوئی تو آپ دیکھیں گے ایک آدمی اپنی ہتھیلی بھر کے سونا یا

چاندی نکلے گا اور تلاش کرے گا کہ اسے کوئی ایسا آدمی مل جائے جو یہ سونا چاندی قبول کرے مگر اس کو ایسا کوئی آدمی نہیں ملے گا۔ (یعنی اس حد تک لوگ مالدار ہو جائیں گے)

قَالَ عَدِیٌّ: فَرَأَیْتُ الظَّعِینَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الحِیرَةِ حَتَّی تَطُوفَ بِالکَعْبَةِ لاَ تَخَافُ إِلَّا اللّٰہَ، وَکُنْتُ فِیمَنِ افْتَتَحَ کُنُوزَ کِسْرَی بْنِ هُرْمُزَ وَلَئِنْ طَالَتْ بِکُمْ حَیَاةٌ، لَتَرَوُنَّ مَا قَالَ النَّبِیُّ أَبُو القَاسِمِ: صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُخْرِجُ مِلْءَ کَفِّهِ (بخاری 508/1 قدیمی کتب خانہ کراچی)

حضرت عدی نے کہا میں نے وہ وقت دیکھ لیا ہے کہ اونٹ پے سوار عورت حیرہ سے چل کر کعبہ شریف کا طواف کرتی ہے۔ اتنا امن ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف نہیں اور میں ان لوگوں میں شامل تھا، جنھوں نے کسریٰ کے خزانوں کو کھولا۔ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو تم دیکھ لو گے جو ابو القاسم حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ آدمی ہتھیلی بھر سونا دینا چاہے گا اور اسے کوئی قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔

(۹)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

کَیْفَ بِکُمْ إِذَا غَدَا أَحَدُکُمْ فِی حُلَّةٍ وَرَاحَ فِی حُلَّةٍ وَوُضِعَتْ بَیْنَ یَدَیْهِ صَحْفَةٌ وَرُفِعَتْ أُخْرَی وَسَتَرْتُمْ بُیُوتَکُمْ کَمَا تُسْتَرُ الکَعْبَةُ (کنز العمال 202/3، موسسۃ الرسالۃ بیروت)

اس وقت تم کیسے ہو گے جب تم میں سے ایک پہلے پہر ایک پوشاک پہنے گا اور پچھلے پہر دوسری۔ اس کے سامنے ایک ڈش رکھی جائے گی اور دوسری اُٹھالی جائے گی۔ تم اپنے گھروں پر یوں پردے لگاؤ گے جیسے کعبہ پر غلاف ڈالا جاتا ہے۔ تم آج اس دن سے بہتر ہو۔

اس حدیث شریف میں جہاں مستقبل میں مسلم اُمت کے پاس مال و دولت کی فراوانی کا تذکرہ فرمایا وہاں اس کی قباحتوں کا بھی ذکر کیا اور انہیں مال آ جانے کے بعد اس کے صحیح استعمال کیلئے متوجہ کیا۔ اس حدیث شریف میں ہمارے آج کے لباسوں، کھانوں اور رہائشوں کی مکمل خبر ہے۔

(10)۔ حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

بَشِّرِ الْمَشَّائِيْنَ فِي الظُّلَمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِالنُّوْرِ التَّامِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (ترمذی ۱/۲۲۳، دارالفکر بیروت)

اندھیروں میں مساجد کی طرف پیدل چلنے والوں کو قیامت کے دن مکمل روشنی کی بشارت دے دو۔

(11)۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

مِنْ أَشَدِّ أُمَّتِي لِي حُبًّا، نَاسٌ يَكُوْنُوْنَ بَعْدِي، يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَآنِي بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ (مشکوٰۃ 583، قدیمی کتب خانہ کراچی)

میری اُمت میں سے میرے ساتھ محبت کرنے میں زیادہ سخت وہ لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے۔ ان میں سے کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے اہل اور مال کے بدلے ایک بار میری زیارت کرلے۔

پاک محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے یہ فرامین فی الحال بشارت کے عنوان سے بلا تبصرہ ذکر کر دیئے گئے ہیں۔ ان سے کئی اسلامی عقائد کی جھلک بھی نمایاں ہے۔ ان تمام میں سرکار مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مستقبل کے غیب کی خبریں دیں جو سچی ثابت ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ یہ آپ کے کائنات کے بارے میں وسیع مطالعہ اور علم پر دلالت کرتی ہیں۔ بعض احادیث سے آپ کی مقدس زبان کا شریعت میں اور تقسیم امور میں جو منصب ہے وہ بھی اُجاگر ہوا۔ جنت و شہادت کے بارے میں جیسے آپ کی زبان مبارک نے تقسیم کر دی وہی حتمی قرار پائی، واقعی طور پر آپ کی زبان مبارک کو کن کی کنجی کہنا زیب دیتا ہے جیسا کہ مجدد ملت حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے۔

یہ ایک قطعی حقیقت ہے کہ بعد والے کروڑوں سال کی بندگی سے بھی مقام صحابیت کو نہیں پاسکتے ہیں لیکن محبوب اولین و آخرین نے حدیث محبت میں انہیں بھی عظیم بشارت سے نوازا۔

## ملفوظاتِ مبارکہ

### امام خراسانی مجدد زماں حضرت آخوندزادہ

# سیف الرحمٰن رح

1. جس عالم کا اپنے علم پر عمل نہ ہوں وہ جاہل کہلانے کا حقدار ہے۔ قرآن مجید میں اس کی تشبیہ جانور کے ساتھ دی گئی ہے۔ اور اگر عمل بغیر اخلاص کے ہوں تو اس کی قبولیت مشکوک ہے۔ کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور اگر عمل کے ساتھ اخلاص بھی ہو تو پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی دعا کرنی چاہیئے کہ قبول کرنا نہ کرنا اس کی مشیت سے وابستہ ہے۔

2. ہمارے طریقے میں شریعت اور سنت پر چلنا بنیادی اصول ہے۔ طریقت اور سلوک، شریعت میں نکھار کیلئے وسیلہ ہے۔ جبکہ وجد و حال اس راستے میں مقصود نہیں ہے بلکہ سالکین پر اللہ تعالیٰ کی فضل و مہربانی ہوتی ہے۔ جس پر کیفیات کا نزول ہو وہ شکر ادا کرے اور استقامت کی دعا مانگے اور جس کو کیفیات حاصل نہ ہوں وہ شریعت کے راستے پر چلتا رہے اور شیخ کامل و مکمل کی اتباع کرتا رہے۔

3. حرام اور ممنوع کھانے سے بچنا تو ویسے بھی لازم ہے۔ اصل میں مشتبہ اور مشکوک کھانے سے بچنا چاہئے۔ جب بھی مشکوک لقمہ پیٹ میں داخل ہوتا ہے تو روحانی کیفیات میں فرق واقع ہوتا ہے۔

4. اگر دنیادار ہو کر بھی دنیا سے محبت نہ ہو اور دنیا کو دین کی خدمت کا ذریعہ بنایا جائے تو یہ اس ظاہری مسکین سے اچھا ہے جو دنیا کی طلب میں دین کو بھول چکا ہو۔

5. فقیروں کا اصول ہے کہ نہ طمع، نہ منع، نہ جمع وہ کسی سے دنیا کے منافع کے امید نہیں رکھتے ہیں مگر کوئی خدمت کرنا چاہے تو اسے ثواب سے محروم اور جب مال یا دنیا پاس آتی تو اسے ذخیرہ نہیں رکھتے بلکہ اللہ کے راستے میں جلد سے جلد صرف کرتے ہیں۔

6. حضرات نقشبندیہ کے ہاں کرامت سے استقامت علی الشریعت اہم ہے ان مبارکین کے نزدیک عزیمت پر عمل کرنا رخصت سے اہم ہے اور دو رکعت نماز حضور و جمیعت کے ساتھ پڑھنا بغیر حضور کے سو رکعت سے افضل ہے۔

# نبی کریم ﷺ سے منسوب اشیاء سے فیض حیات ظاہری اور مابعدِ وصال

تحریر: قاری محمد بلال محمدی سیفی

## حضور نبی کریم ﷺ کے کرتہ مبارک سے فیض

مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ مشکل کشاء علیہ السلام کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو نبی کریم رؤف ﷺ نے ان کی تجہیز و تکفین کے لئے خصوصی اہتمام فرمایا، غسل کے بعد جب انہیں قمیص پہنانے کا موقعہ آیا تو نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے اپنا کرتہ مبارک عورتوں کو عطا فرمایا اور حکم دیا کہ یہ کرتہ انہیں پہنا کر اوپر کفن لپیٹ دیں۔ (صفوۃ الصفوۃ، 2: 54 معجم الکبیر، 24: 351، رقم: 871، وفاء الوفاء، 3: 8 - 897)

## حضور نبی کریم ﷺ کی چادر مبارک سے فیض

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں،

ایک خاتون نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک چادر پیش کی۔ جب آپ ﷺ نے وہ زیب تن فرمائی تو ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کتنی حسین چادر ہے، مجھے عنایت فرمادیں۔ آپ ﷺ نے انہیں عنایت فرمائی۔ حاضرین میں سے بعض نے اس کو اچھا نہیں سمجھا اور چادر مانگنے والے کو ملامت کی کہ جب تمہیں معلوم تھا کہ حضور ﷺ کسی سائل کو واپس نہیں لوٹاتے تو تم نے یہ چادر کیوں مانگی؟ اس شخص نے جواب دیا

''خدا کی قسم میں نے یہ چادر اس لئے نہیں مانگی کہ اسے پہنوں۔ میں نے (تو اس کی برکت کی امید سے) اس لئے مانگی ہے کہ یہ مبارک چادر میرا کفن ہو۔ حضرت سہل فرماتے ہیں: کہ یہ مبارک چادر

بعد میں ان کا کفن بنی۔(بخاری شریف،1: 429، کتاب الجنائز، رقم:1218، بخاری شریف،5: 2245، کتاب الادب، رقم: 5689،بخاری شریف ،2 : 737، کتاب البیوع، رقم : 1987،بخاری شریف، 5 : 2189، کتاب اللباس، رقم : 5473،ابن ماجہ شریف، 2 : 1177، کتاب اللباس، رقم : 3555،نسائی شریف، 5: 480،رقم:9659)

## حضور نبی کریم ﷺ کے کمبل مبارک سے فیض

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہ کمبل محفوظ تھا جس میں حضور ﷺ کا وصال مبارک ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی زیارت کرواتی تھیں۔

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ”میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا انہوں نے یمن کا بنا ہوا ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا اور ایک چادر نکالی جس کو مُلَبَّدہ (پیوند لگی ہوئی) کہا جاتا ہے۔ پھر انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہی دو کپڑوں میں وصال فرمایا تھا۔

(بخاری شریف، 3 : 1131، ابواب الخمس، رقم : 2941مسلم شریف، 3: 1649، کتاب اللباس والزینہ، رقم : 2080ابن ماجہ شریف، 2: 1176، کتاب اللباس، رقم:3551ابوداؤد شریف، 4 : 45، کتاب اللباس، رقم:4036)

## حضور نبی کریم ﷺ کا ازار بند

حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے ان کی تکفین کے لئے اپنا مبارک ازار بند عطا فرمایا۔

(بخاری شریف، 1 : 423، کتاب الجنائز، رقم:1196مسلم شریف، 2 : 646، کتاب الجنائز، رقم : 939ابن ماجہ شریف، 1 : 468، کتاب الجنائز، رقم :1458ابوداود شریف، 3 : 197، کتاب الجنائز، رقم : 3142ترمذی شریف، 3 : 315، ابواب الجنائز، رقم : 990نسائی شریف، 4 : 30، 31، 32، کتاب الجنائز، رقم:1885، 1886)

## حضور نبی کریم ﷺ کی قمیص مبارک بطور کفن

حضرت عبد اللہ بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی مبارک قمیص کا کفن پہنا کر دفن کیا، اور فرمایا: ھذا سعید ادرکتہ سعادۃ ”یہ خوش بخت ہے اور اس نے اس سے سعادت حاصل کی ہے۔

(طبقات الکبریٰ، 4 : 48اسد الغابہ، 3 : 207الاصابہ فی تمییز الصحابہ،4: 47، رقم:4605)

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مزار مبارک اور صحابہ کرام کا عقیدہ

### حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کے اِس ظاہری دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد اکثر روضہ مبارک پر حاضر ہوا کرتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہل مدینہ کو قحط سالی کے خاتمے کے لئے قبر انور پر حاضر ہو کر توسل کرنے کی تلقین فرمائی۔ "مدینہ کے لوگ سخت قحط میں مبتلا ہوگئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے (اپنی دگرگوں حالت کی) شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: حضور نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جاؤ اور اس سے ایک کھڑکی آسمان کی طرف اس طرح کھولو کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی پردہ حائل نہ رہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ایسا کرنے کی دیر تھی کہ بہت زیادہ بارش ہوئی حتی کہ خوب سبزہ اُگ آیا اور اونٹ اتنے موٹے ہوگئے کہ (محسوس ہوتا تھا) جیسے وہ چربی سے پھٹ پڑیں گے۔ لہٰذا اُس سال کا نام ہی 'عامُ الفتق (سبزہ و کشادگی کا سال)' رکھ دیا گیا۔

(سنن دارمی، 1 : 56، رقم : 92 مسند امام احمد بن حنبل، 6 : 202 مجمع الزوائد، 9 : 37 مواھب اللدنیۃ، 4 : 276 وفا باحوال المصطفیٰ: 817، 818، رقم: 1534 شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: 128 وفاء الوفا، 2 : 560 اِمتاع الأسماع، 14 : 615)

### امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

جب حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے خط پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو شام کی طرف کوچ کرنے کے لیے شہر سے باہر نکلنے کو کہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے مسجد نبوی میں حاضر ہو کر چار رکعت نماز ادا کی، پھر رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضری دی اور (بارگاہ نبوت میں) سلام عرض کیا۔ کعب الاحبار کے قبولِ اسلام کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا: "کیا آپ حضور نبی اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت اور فیوض و برکات حاصل کرنے کے لیے میرے ساتھ مدینہ منورہ چلیں گے؟" تو انہوں نے کہا: "جی! امیر المؤمنین۔" پھر جب کعب الاحبار اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ آئے تو سب سے پہلے بارگاہِ سرورِ کونین ﷺ میں حاضری دی اور سلام عرض کیا، پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مدفن مبارک پر کھڑے ہو کر اُن کی

خدمت میں سلام عرض کیا اور دو رکعت نماز ادا فرمائی

(فتوح الشام، 1: 306، 307۔ 2۔ 1: 318 جوھر المنتظم: 27، 28)

## حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

محمد بن منکدر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو روضہ رسول ﷺ کے قریب روتے ہوئے دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے۔"یہی وہ جگہ ہے جہاں (فراقِ مصطفیٰ ﷺ) میں آنسو بہائے جاتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میری قبر اور منبر کے درمیان والی جگہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔

(شعب الایمان، 3: 491، رقم: 4163 مجمع الزوائد، 4: 8 مسند امام احمد بن حنبل، 3: 389)

## موذن رسول ﷺ

## حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس فتح کیا تو سرورِ دو عالم ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے خواب میں آئے اور فرمایا ۔"اے بلال! یہ فرقت کیوں ہے؟ اے بلال! کیا تو ہم سے ملاقات نہیں چاہتا؟"

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ اشک بار ہو گئے۔ انہوں نے مدینے کی طرف رختِ سفر باندھا، روضہ مصطفیٰ کریم ﷺ پر حاضری دی اور بے چین ہو کر غم فراق میں رونے اور تبرکاً اپنے چہرے کو روضہ رسول ﷺ پر ملنے لگے۔

(شفاء السقام فی زیارت خیر الانام: 39 جوھر المنتظم: 27)

## حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا عقیدہ

حضرت داؤد بن صالح سے فرماتے ہیں کہ ایک روز خلیفہ مروان بن الحکم آیا اور اس نے دیکھا کہ ایک آدمی حضور پُر نور ﷺ کی قبر انور پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہے تو مروان نے اسے کہا: کیا تو جانتا ہے کہ تو یہ کیا کر رہا ہے؟ جب مروان اس کی طرف بڑھا تو دیکھا کہ وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ ہیں، انہوں نے جواب دیا۔ ہاں (میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں)، میں حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔ (اس کو حاکم نے اسے شیخین (بخاری و مسلم) کی شرائط پر صحیح قرار دیا ہے جبکہ ذہبی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، 5: 422 معجم الکبیر، 4: 158، رقم: 3999 مستدرک، 4: 515، رقم: 8571)

## حالت قحط میں حضور نبی کریم ﷺ کی بعد از وصال دادرسی

حضرت مالک دار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت عمر (بن خطاب) رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے۔ پھر ایک صحابی حضور نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر پر آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ (اللہ تعالیٰ سے) اپنی امت کے لئے سیرابی مانگیے کیونکہ وہ ہلاک ہو رہی ہے۔ پھر خواب میں حضور ﷺ اس کے پاس آئے اور فرمایا کہ عمر کے پاس جا کر اسے میرا سلام کہو اور اسے بتاؤ کہ تم سیراب کیے جاؤ گے۔ اور عمر سے کہہ دو: عقلمندی اختیار کرو، عقلمندی اختیار کرو۔ پھر وہ صحابی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ فرمایا: اے اللہ! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ عاجز ہو جاؤں۔

(شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام:130 دلائل النبوۃ،7: 47 کنز العمال،8: 431،رقم:23535 الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 3: 1149)

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے مبارک اور صحابہ کرام کا عقیدہ

### پائے اقدس سے پتھروں کا نرم ہو جانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جب حضور نبی اکرم ﷺ پتھروں پر چلتے تو آپ ﷺ کے پاؤں مبارک کے نیچے وہ نرم ہو جاتے اور قدم مبارک کے نشان اُن پر لگ جاتے۔

(شرح المواھب اللدنیہ،5: 482)

### پائے اقدس سے چشمے کا جاری ہونا

حضور ﷺ کے قدمین شریفین بڑے ہی بابرکت اور منبع فیوضات وبرکات تھے۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے چچا حضرت ابوطالب کے ساتھ عرفہ سے تین میل دور مقام ذی المجاز میں تھے کہ اُنہوں نے ﷺ سے پانی طلب کرتے ہوئے کہا "مجھے پیاس لگی ہے اور اس وقت میرے پاس پانی نہیں، پس حضور ﷺ اپنی سواری سے اُترے اور اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا: (اے چچا جان!) پی لیں۔"

جب اُنہوں نے پانی پی لیا تو آپ ﷺ نے دوبارہ اپنا قدمِ مبارک اُسی جگہ رکھا تو وہ جگہ باہم مل گئی اور پانی کا اِخراج بند ہو گیا۔

(صفوۃ الصفوہ، 1 : 76،ابن جوزی شرح المواھب اللدنیہ، 5 : 170 نسیم الریاض،3 : 507، خفاجی)

## پائے اقدس سے حضرت علی کرم اللہ وجھہ کو صحت یابی

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی عیادت فرمائی۔" پس حضور نبی ﷺ نے اپنا مبارک پاؤں مجھے مارا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اسے شفا دے اور صحت عطا کر۔ (اس کی برکت سے مجھے اسی وقت شفا ہو گئی اور) اس کے بعد میں کبھی بھی اس بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔

(ترمذی شریف، 5 : 560، ابواب الدعوات، رقم : 3564نسائی شریف، 6 : 261، رقم: 10897البدایہ والنھایہ، 7 : 357،ابن کثیر

مسند امام احمد بن حنبل،1 : 83، 107)

## پائے اقدس سے اونٹنی کی رفتار بڑھ جانا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر اپنی اُونٹنی کی سست رفتاری کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے اُسے ٹھوکر لگائی۔ قسم اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اس کے بعد وہ ایسی تیز ہو گئی کہ کسی کو آگے بڑھنے نہ دیتی۔

(بیہقی، 7 : 235، رقم : 14132مستدرک، 2 : 193، رقم : 2729۔حاکم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اُونٹ کو نبی کریم ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے اُسے ٹھوکر لگائی اور ساتھ ہی دُعا فرمائی، پس وہ اتنا تیز رفتار ہوا کہ پہلے کبھی نہ تھا۔

(مسلم شریف، 3 : 1221، کتاب المساقاۃ، رقم : 715نسائی شریف، 7 : 297، کتاب البیوع، رقم : 4637مسند امام احمد بن حنبل،3 : 299)

ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اب تیرے اُونٹ کا کیا حال ہے تو اُنہوں نے عرض کیا۔ بالکل ٹھیک ہے، اُسے آپ ﷺ کی برکت حاصل ہو گئی ہے۔

(بخاری شریف، 3 : 1083، کتاب الجھاد والسیر، رقم:2805
مسلم شریف، 3 : 1221، کتاب المساقاۃ، رقم:715)

# میلادِ مصطفیٰ ﷺ فضائل و آداب

تحریر: حافظ کریم اللہ چشتی

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

دنیا و آخرت کی تمام رحمتیں اور برکتیں اپنے دامن میں سمیٹے امن و سلامتی کا پیامبر بن کر ماہ ربیع الاوّل کا چاند طلوع ہو چکا ہے۔ اس مبارک مہینہ کی بارہ تاریخ کو آج سے سوا چودہ سو سال قبل مکہ مکرمہ کی سرزمین پر حضرت سیدہ آمنہؓ کی جھولی میں سیدنا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے در یتیم سرور کائنات، فخر موجودات جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ نبی آخر الزمان معلم کائنات، محسن انسانیت سرور دو عالم ﷺ بن کر دنیا میں تشریف لے آئے۔ آپ ﷺ کی بعثت اتنی عظیم نعمت ہے جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت سے قبل سرزمین عرب برائیوں کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی۔ اہل عرب میں ہر طرح کی برائی موجود تھی۔ عرب کی سرزمین پر ہر جگہ کھلم کھلی بت پرستی ہوتی تھی۔ لوگ اپنے ہاتھوں سے بنائے ہوئے بتوں کی پرستش کرتے تھے انہیں اپنا خدا مانتے انہیں سجدہ کرتے تھے۔ یہ بت پرستی اس حد تک بڑھ گئی کہ وہ خانہ کعبہ جسے زمین پر اللہ پاک کا پہلا گھر ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ عرب کے لوگوں نے اس میں بھی 360 بت لا کر رکھ دیئے۔ عرب کے ہاں جب بیٹا پیدا ہوتا تو وہ لوگ خوشیاں مناتے تھے لیکن اگر اسی گھر میں بیٹی پیدا ہوتی تو اس کا سوگ منایا جاتا تھا۔ جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تھی، وہ گویا معاشرے میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں

رہتا تھا۔اس شرم سے بچنے کے لئے لوگ اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے آقا ﷺ کی ولادت باسعادت کے ساتھ ایک انقلاب آنا شروع ہو گیا۔خانہ کعبہ کے سب بت سجدہ میں گر پڑے۔ حضرت عبد المطلب فرماتے ہیں کہ وہ بت جو کعبہ کے گرد تھے ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور سب سے بڑا بت منہ کے بل گر پڑا پھر یہ آواز آئی کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو جنم دے دیا ہے اور ابر رحمت ان پر سایہ فگن ہو چکا ہے۔(مدارج النبوۃ) فارس کے ہزاروں سال سے روشن آتش کدہ کی آگ بجھ گئی۔ شیطان دھاڑیں مار مار کر رونے لگا۔ آقا ﷺ کی تشریف آوری سے دنیا میں ایک نئی بہار آگئی۔ ہر طرف نور کے اجالے پھیل گئے اور پوری دنیا بقعہ نور بن گئی۔

فلک کے نظارو زمین کی بہارو
سب عیدیں مناؤ حضور آگئے ہیں
اٹھو غم کے مارو چلو بے سہارو
خبر یہ سناؤ حضور آگئے ہیں

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم ﷺ کو جن، انسان، چرند، پرند، حیوانات الغرض تمام جہانوں کے لئے رحمت العالمین بنا کر بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ (پارہ 17، سورۃ الحج)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے

ربیع الاوّل شریف کا مہینہ آتے ہی پوری دنیا کے مسلمان جوش وخروش سے آقائے دو جہاں سرور کون مکاں ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں پورے عالم اسلام میں محفلیں منعقد کرتے ہیں اور میلاد النبی ﷺ کی خوشی مناتے ہیں۔

میلاد کیا ہے؟ میلاد کیوں منایا جاتا ہے؟ کیا اس کو منانا جائز ہے؟۔اس قسم کے سوالات میلاد شریف کے مہینے میں سادہ لوح مسلمانوں کے ذہنوں میں پیدا کر دیئے جاتے ہیں اور وہ جو اپنے نبی کریم ﷺ کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے ہیں پریشان ہو جاتے ہیں۔ سوچنے لگ جاتے ہیں کہ اب کیا کیا جائے؟۔اس میں کوئی شک نہیں کہ آقائے

دوجہاں ﷺ کا میلاد شریف منانا اور اس موقع پر خوشی کا اظہار جس بھی جائز طریقے سے ہو وہ جائز اور مستحب ہے۔ محبت رسول ﷺ کی علامت ہے ۔اس کی اصل قرآن وسنت سے ثابت ہے۔ میلاد کے معنی ولادت، پیدائش کے تذکرے کرنا ہیں۔ میلاد مصطفی ﷺ کی محفل میں بھی حضور سراپا نور شافع یوم النشور ﷺ کی ولادت مبارکہ، آپ ﷺ کے معجزات، آپ ﷺ کے اخلاق کریمہ ،فضائل ومناقب بیان کیے جاتے ہیں ۔ آقائے دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کا میلاد منانا خود خالق کائنات نے اپنی لاریب کتاب قرآن مجید فرقان حمید برھان عظیم میں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَقَدْ جَاءَ کُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَاعَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ الرَّحِیْم۔

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے بے شک تمہارے پاس عظمت والے رسول تشریف لائے آیت کریمہ کے اس حصے میں اللہ رب العزت نے آقا ﷺ کی ولادت باسعادت بیان فرمائی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا"وہ رسول تم میں سے ہیں" آیت کریمہ کے اس حصہ میں آقا ﷺ کا نسب شریف بیان فرمایا ہے۔

پھر فرمایا" تمہاری بھلائی کے بہت چاہنے والے اور مسلمانوں پر کرم فرمانے والے مہربان ہیں" یہاں اپنے نبی کریم ﷺ کی نعت بیان فرمائی ہے ۔ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔وَاذکروانعمت اللہ علیکم (اور یاد کرو اللہ پاک کی نعمت کو جو تم پر ہے۔

(سورۃ ال عمران آیت 103)۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ترجمہ: اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔(سورۃ الضحیٰ آیت 11)

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ترجمہ: اے اللہ! اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی۔(پارہ 7 سورۃ المائدہ 114)

یہ دعا سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب ہے کہ انہوں نے اللہ پاک کی بارگاہ میں ایک خوان نعمت اللہ پاک کی نشانی کے

طور پر نازل ہونے کی دعا کی۔ نزول آیت وخوان نعمت کو اپنے لیے اور بعد میں آنے والوں کے لئے عید کا دن قرار دیا جب آسمان سے مائدہ اترا وہ اتوار کا دن تھا عیسائی آج بھی اسی دن خوشی مناتے ہیں کہ اس دن دستر خوان اترا تھا۔ تو ہم کیوں نہ اپنے آقا ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوشی منائیں۔ آقا ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری تو اس مائدہ سے کہیں بڑھ کر ہے۔ مزید ار شاد ہوتا ہے ترجمہ "تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن ودولت سے بہتر ہے (پارہ 11 سورۃ یونس 58) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحمت کے ملنے پر خوشی منانے کا حکم دیتا ہے۔ آقا ﷺ بھی اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہیں۔ درج بالا تمام آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور ان کا چرچا کرنا اللہ پاک کے حکم کی بجا آوری ہے آقا ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی بہت عظیم نعمت ہے الحمدللہ! مسلمان میلاد شریف کی محفل سجا کر اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی یاد تازہ کرتے ہیں اور اللہ پاک کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں الحمد سے لیکر والناس تک سارا قرآن ہی مصطفی ﷺ کی شان بیان کرتا ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہ السلام نے آپ ﷺ کی آمد کی خبر اپنی اپنی امت کو دی۔ آپ ﷺ کے بارے میں بتایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ایسے رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے جن کا نام احمد ہو گا۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو بتایا کہ آپ ﷺ تشریف لائیں گے ہم میلاد مصطفی ﷺ کی محافل سجا کر یہی کہتے ہیں کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنی اپنی قوم کو تو یہ خوشخبری سنائی کہ میرے بعد وہ رسول آنے والا ہے امتی یہی کہتے ہیں کہ وہ رسول ﷺ تشریف لا چکے ہیں بعض لوگ لاعلمی کی بناء پر میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا انکار کر دیتے ہیں حالانکہ نبی کریم ﷺ نے خود اپنا میلاد بیان کیا ہے۔

سیدنا حضرت عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو یہ اطلاع ملی کہ کسی گستاخ نے

آپ ﷺ کے نسب شریف میں طعن کیا ہے تو"پس نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا کہ بتاؤ میں کون ہوں ؟ سب صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد ابن عبد اللہ ابن عبد المطلب ہوں اللہ پاک نے مخلوق کو پیدا کیا ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا۔ پھر اس مخلوق کے دو گروہ کیے (عرب وعجم) ان میں بہتر مجھے بنایا۔ پھر ان کے قبیلے کیے اور ان میں سے بہتر یعنی قریش میں سے کیا پھر قریش کے چند خاندان بنائے مجھے ان میں سب سے بہتر خاندان یعنی بنو ہاشم میں سے کیا۔ تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں

(رواہ الترمذی، مشکوۃ شریف)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے خود محفل میلاد منعقد کی جس میں اپنا حسب ونسب بیان فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے وقت ابولہب کی لونڈی حضرت ثوبیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے آکر ابولہب کو ولادت نبی کریم ﷺ کی خبر دی ابولہب یہ خبر سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی سے اشارہ کر کے کہنے لگا جا ثوبیہ آج سے تو آزاد ہے ۔ وہ ابولہب جس کی مذمت میں قرآن مجید کی پوری سورۃ الھب نازل ہوئی ایسے بدبخت کافر کو میلاد مصطفی ﷺ کے موقع پر خوشی منانے کا کیا فائدہ ہوا۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی جو، اکبر اور جہانگیر بادشاہ کے زمانے کے عظیم محقق ہیں ماثبت بالسنۃ میں فرماتے ہیں ۔ "ابولہب نے اپنی لونڈی ثوبیہ کو اس صلے میں آزاد کر دیا تھا کہ اس نے ابولہب کو سرور دو عالم ﷺ کی پیدائش کی خبر دی تھی تو ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے گھر والوں میں (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ سناؤ کیا حال ہے؟ بولا آگ میں ہوں البتہ اتنا کرم ہے کہ پیر کی رات مجھ پر تخفیف کر دی جاتی ہے اور اشارے سے بتایا کہ اپنی دو انگلیوں سے پانی چوس لیتا ہوں اور یہ عنایت مجھ پر اس وجہ سے ہے کہ مجھے ثوبیہ نے بھتیجے (یعنی نبی پاک ﷺ) کی پیدائش کی خبر دی تھی تو اس

بشارت کی خوشی میں ،میں نے اسے دو انگلیوں کے اشارے سے اسے آزاد کر دیا تھا اور پھر اس نے اسے دودھ پلایا تھا" اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کے لئے روشن دلیل ہے جو سرور دو عالم ﷺ کی شب ولادت خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابو لہب جو کافر تھا۔جب آنحضرت ﷺ کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے اس کو انعام دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے ان لوگوں کے حال کا کیا پوچھنا، جو آپ ﷺ کی پیدائش کے بیان میں خوش ہوتے ہیں اور جس قدر بھی طاقت ہوتی ہے، ﷺ کی محبت میں خرچ کرتے ہیں ،مجھے اپنی عمر کی قسم !کہ ان کی جزاء خدائے کریم کی طرف سے یہی ہو گی ان کو اپنے فضل کامل سے اپنی جنت میں داخل فرمائے گا(مدارج النبوۃ)علامہ ابن کثیر نے علامہ ابوالقاسم کی اس عبارت کو سیرۃ النبویہ میں جوں کا توں نقل کیا ہے۔ علامہ احمد بن زینی دحلان ،السیرۃ النبویہ میں لکھتے ہیں۔ عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروی ہے کہ جس روز آقائے دو جہاں سرور کون و مکان ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تو ابلیس نے دیکھا کہ آسمان سے تارے گر رہے ہیں اس نے اپنے لشکر کو کہا رات وہ پیدا ہوا ہے جو ہمارے نظام کو درہم برہم کر دے گا۔شیطان کے لشکر نے اسے کہا کہ تم اس کے نزدیک جاؤ اور اسے چھو کر جنون میں مبتلا کر دو جب وہ اس نیت سے نبی کریم ﷺ کے پاس جانے لگا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسے اپنے پاؤں سے ٹھوکر لگائی اور اسے دور عدن میں پھینک دیا(السیرۃ النبویہ ،زینی دحلان)

علامہ ابوالقاسم سہیلی لکھتے ہیں ۔"ابلیس ملعون زندگی میں چار مرتبہ چیخ مار کر رویا۔ پہلی مرتبہ جب وہ ملعون قرار دیا گیا۔ دوسری مرتبہ جب اسے بلندی سے پستی کی طرف دھکیلا گیا۔ تیسری مرتبہ جب سرکار دو عالم نور مجسم حضرت محمد مصطفی رسول عربی ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ چوتھی مرتبہ جب سورۃ الفاتحہ (الحمد شریف)نازل ہوئی۔

(روض الانف جلد اول)

جشن عید میلاد النبی ﷺ کا منانا قرآن و حدیث سے ثابت ہوا۔یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی پر صرف

شیطان کو تکلیف ہوئی۔ اس بات پر کسی عاشق کی روح تڑپی اور خوب کہا۔

نثار تیری چہل پہل پہ ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں "حدیثوں میں آیا ہے کہ شبِ میلاد مبارک کو عالم ملکوت (فرشتوں کی دنیا) میں ندا کی گئی کہ۔"سارے جہاں کو انوارِ قدس سے منور کر دو۔ زمین و آسمان کے تمام فرشتے خوشی و مسرت میں جھوم اٹھے اور داروغۂ جنت کو حکم ہوا کہ فردوس اعلیٰ کو کھول دے اور سارے جہان کو خوشبوؤں سے معطر کر دے (مدارج النبوۃ) طبقات ابن سعد میں ہے کہ "جب سرور کائنات ﷺ کا ظہور ہوا تو ساتھ ہی ایسا نور نکلا جس سے مشرق تا مغرب سب آفاق روشن ہوگئے۔ ایک دفعہ آقائے دوجہاں سرور کون مکان ﷺ کے گرد صحابہ کرام علیہم الرضوان اس طرح جھرمٹ بنائے ہوئے بیٹھے تھے جیسے چاند کے گرد نور کا ہالہ ہوتا ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اپنی ولادت کے بارے میں کچھ ارشاد فرمائیے تو آپ ﷺ نے فرمایا" میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

حضرت عبدالمطلب فرماتے ہیں کہ میں آقائے دوجہاں ﷺ کی ولادت باسعادت والی رات کعبہ کے پاس تھا کہ آدھی رات ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کعبہ شریف مقام ابراہیم کی طرف جھک گیا، اور سجدہ ریز ہو گیا پھر اس سے اللہ اکبر کی آواز بلند ہوئی، اور یہ آواز سنائی دی۔ "اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے وہ محمد مصطفی ﷺ کا پروردگار ہے۔ اب وہ مجھے بتوں کی پلیدی اور مشرکوں کی نجاست سے پاک فرمادے گا"۔ اور غیب سے آواز آئی رب کعبہ کی قسم کعبہ کو عزت مل گئی ہوشیار ہو جاؤ کہ کعبے کو ان کا قبلہ اور مسکن ٹھہرا دیا گیا ہے۔ (مدارج النبوۃ ج2ص17) میرے مسلمان بھائیو! اب ذرا خود ہی سوچیں کہ جب اللہ پاک نے آسمان پر اور کعبۃ اللہ نے بھی آمد مصطفی ﷺ کی خوشی منائی تو ہم جو آپ ﷺ کے گناہ گار امتی ہیں کیوں نہ اس

پیارے آقا ﷺ کے میلاد کی خوشی منائیں۔ ہم شادیوں اور دیگر تقریبات پر اتنا مال خرچ کرتے ہیں اور وہاں سوچتے بھی نہیں۔ جس نبی کریم ﷺ کی وسیلہ سے ہم کو اللہ پاک کی تمام نعمتیں ملی ہیں تو اس نبی کریم ﷺ کی ولادت پر ہم کیوں نہ خوشی منائیں۔ آقائے دوجہاں ﷺ کا میلاد ہمیں دنیا اور آخرت دونوں میں فائدہ دے گا عید میلاد پر پورا سال اللہ پاک نے خوشی منائی۔ تمام کتب فضائل وسیرت میں اکثر یہ روایتیں ملتی ہیں کہ اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی آمد پر خوشی منائی۔ پورا سال بطور جشن ﷺ کی آمد پر ساری زمین کو سرسبز کر دیا روئے زمین کے خشک اور گلے سڑے درختوں کو بھی پھلوں سے بھر دیا۔ اللہ پاک نے ہر طرف اپنی رحمتوں اور برکتوں کی برسات کر دی۔ قحط زدہ علاقوں میں رزق کی اتنی کشادگی فرمادی کہ وہ سال خوشی اور فرحت والا سال کہلایا۔ "جس سال نور محمدی ﷺ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ودیعت ہوا وہ فتح ونصرت تروتازگی اور خوشحالی کا سال کہلایا۔ اس سے پہلے اہل قریش بدحالی، عسرت وقحط سالی میں مبتلا تھے ولادت کی برکت سے اس سال اللہ تعالیٰ نے بے آب و گیاہ زمین کو شادابی اور ہریالی عطا فرمائی اور (سوکھے) درختوں کی شاخوں کو ہرا بھرا کر کے انہیں پھلوں سے بھر دیا اہل قریش اس طرح ہر طرف سے کثیر خیر آنے سے خوشحال ہو گئے۔

(الخصائص الکبری، سیرت الحلبیہ)

جب اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کا رب ہے وہ کسی کا محتاج نہیں بلکہ تمام مخلوق اسی کی محتاج ہے اس نے اپنے پیارے نبی ﷺ کا جشن ولادت اتنی شان وشوکت سے منایا تو ہم اس محبوب ﷺ کے امتی اس آقا ﷺ کا میلاد کیوں نہ منائیں؟ حضرت سیدنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک روایت مروی ہے "بے شک مجھ سے ایسا نور نکلا جس کی ضیاء پاشیوں سے سرزمین شام میں بصریٰ کے محلات میری نظروں کے سامنے روشن اور واضح ہو گئے ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں "کہ اس نور سے شام کے محلات اور وہاں کے بازار اس قدر واضح نظر آنے لگے کہ میں نے بصریٰ میں چلنے والے اونٹوں کی گردنوں کو بھی دیکھ لیا۔ (سیرت ابن

ہشام، طبقات ابن سعد) حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہؓ فرماتی ہیں کہ "جب آپ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی میں خانہ کعبہ کے پاس تھی میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہوگیا ہے اور ستارے زمین کے اتنے قریب آگئے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ کہیں وہ مجھ پر نہ گر پڑیں (زرقانی علی المواہب، السیرۃ الحلبیہ، الخصائص الکبریٰ)

## میلاد مصطفی ﷺ کی خوشی میں جھنڈے لہرانا

جب آقا ﷺ تشریف لائے تو اللہ تعالیٰ نے جناب جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجا کہ جاؤ میرے محبوب ﷺ کی ولادت کی خوشی میں جھنڈے لہراؤ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آقا ﷺ کی ولادت کے وقت میں نے بہت سے عجائبات کو دیکھا میں نے دیکھا کہ ایک فرش زمین وآسمان کے درمیان کھینچا گیا ہے پھر میں نے دیکھا کہ زمین وآسمان کے درمیان بہت لوگ کھڑے ہیں جن کے ہاتھوں میں چاندی کے آفتابے ہیں پھر میں نے دیکھا کہ پرندوں کی ایک ڈار میرے سامنے آئی یہاں تک کہ ان پرندوں سے میرا کمرہ بھر گیا ان پرندوں کی چونچیں زمرد کی اور پر یاقوت کے تھے پھر اللہ کریم نے میری آنکھوں کے سامنے سارے حجابات کو دور کر دیا اور پھر میں نے شرق وغرب کی جانب نظر ڈالی میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے ہیں ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اور ایک خانہ کعبہ کی چھت پر لہرایا جا رہا ہے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔

(مدارج النبوۃ، ج 2، خصائص الکبریٰ)

## میلاد مصطفی ﷺ کے بارے میں آئمہ ومحدثین کے عقائد

حضرت امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ جس رات میرے نبی کریم ﷺ پیدا ہوئے وہ رات لیلۃ القدر سے بھی افضل رات ہے۔ اس لئے کہ لیلۃ المیلاد میں سرکار دوعالم ﷺ کا ظہور ہوا ہے۔

مگر لیلۃ القدر تو آپ ﷺ کو عطا ہوئی ہے۔

مشرف کی ذات کے سبب جو شئے شرف پائے وہ شئے اس سے افضل ہو گی جو مشرف کی ذات کو عطا کی جائے۔اس اعتبار سے آقا ﷺ کی ولادت والی رات افضل ہے۔(سیرت محمدیہ ج1)۔

**امام جلال الدین سیوطی** فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے مولد پاک پر اظہار و تشکر کرنا ہمارے نزدیک افضل و مستحب ہے۔(روح البیان)

**حضرت شیخ عبداللہ سراج حنفی** کا عقیدہ یہ ہے کہ "میلاد شریف پڑھتے وقت جب سرکار دوعالم ﷺ کی ولادت باسعادت کا ذکر آئے تو اس وقت کھڑے ہونا بڑے بڑے آئمہ سے ثابت ہے۔

آئمہ اسلام اور حکام نے کسی انکار اور رد کے بغیر اسے برقرار رکھا لہذا یہ مستحسن کام ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان سے بڑھ کر تعظیم کا مستحق کون ہو سکتا ہے اس سلسلے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کافی ہے فرمایا جس چیز کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ پاک کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم

مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ -"اس میں کیا حرج ہے کہ اگر محفل میلاد میں قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور نبی ﷺ کی نعت مبارکہ ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت کی شان میں قصیدے پڑھے جائیں۔

(مکتوبات دفتر سوم)

امام ابن جزری نے فرمایا" کہ ابولہب جیسے کافر کو نبی کریم ﷺ کا میلاد منانے کی وجہ سے جزا دی گئی حالانکہ قرآن پاک میں اس کی مذمت آئی ہے تو نبی کریم ﷺ کے اس مسلمان امتی کا کیا حال ہو گا جو اپنے نبی کریم ﷺ کا اپنی قدرت اور طاقت کے مطابق جشن ولادت مناتا ہے۔مجھے اپنی عمر کی قسم کہ اللہ پاک کی طرف سے اس امتی (جو نبی کریم ﷺ کی ولادت مناتا ہے) کے لئے جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے فضل عظیم اور جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔(مواہب اللدنیہ) امام قسطلانی فرماتے ہیں کہ" حضور نبی کریم ﷺ کے یوم ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محافل منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور اس مسرت موقع پر کھانا پکاتے رہے ہیں اور شب ولادت میں مختلف قسم کی خیرات

وغیرہ کرتے رہے ہیں اور سرور وخوشی کرتے رہے ہیں اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں اور نبی کریم ﷺ کی ولادت کے موقع پر قرآت کا اہتمام کرتے چلے آرہے ہیں اس جشن ولادت سے ان پر اللہ کا فضل نازل ہوتا رہا ہے اور اس کے خواص سے یہ امر مجرب ہے کہ انعقاد محفل میلاد اس سال میں موجب امن و امان ہوتا ہے اور ہر مقصود مراد پانے کے لئے جلدی آنے والی خوشخبری ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں نازل فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا تاکہ یہ عید میلاد اس شخص پر سخت ترین علت ومصیبت بن جائے جس کے دل میں مرض وعناد ہے۔(مواہب اللدنیہ) شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں "اور ہمیشہ سے اہل اسلام نبی پاک ﷺ کے میلاد پاک کی ہر مہینے میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں۔ (ماثبت بالسنۃ) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ "بزرگ اور نیک بادشاہوں، عظیم اور فیاض سرداروں میں سے ایک شخص ابو سعید مظفر بادشاہ تھے وہ ربیع الاول شریف میں میلاد شریف کرتے تھے اور بہت عظیم محفل میلاد منعقد کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت زیرک، بہادر، پرہیزگار، مدبر، عادل اور عالم دین تھے۔(البدایہ والنھایہ)

## محافل میلاد کے آداب

میلاد النبی ﷺ منانے کے لئے ہر وہ کام سرانجام دینا شرعی طور پر جائز ہے جو خوشی ومسرت کے اظہار کے لئے درست اور رائج الوقت ہو۔ میلاد کی روح پرور تقریبات کے سلسلہ میں انتظام وانصرام کرنا، درود وسلام سے مہکی فضاؤں میں جلوس نکالنا، محافل میلاد کا انعقاد کرنا، نعت خوانی یا قوالی کی صورت میں آقا ﷺ کی شانِ اقدس بیان کرنا اور عظمت مصطفی ﷺ کے چرچے کرنا سب قابل تحسین، قابل قبول اور پسندیدہ اعمال ہیں۔ ایسی مستحسن اور مبارک محافل کو حرام قرار دینا حقائق سے لاعلمی، ضد اور ہٹ دھرمی کے سواء کچھ نہیں۔ جشن میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کرنا یقینا مستحسن اور باعث اجر وثواب ہے۔ لیکن اس موقع پر انعقاد میلاد کے بعض قابل اعتراض پہلوؤں سے بچا جائے۔ اگر قابل

اعتراض پہلوؤں سے ہم نہ بچیں گے تو میلادالنبی ﷺ کے فیوض وبرکات سے محروم رہیں گے۔ اس لئے ماحول کی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ خرافات اور خلافِ شرع بے ہودہ کاموں سے آلودہ نہ ہونے دیں۔ محافل میلاد کا مقصد صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضااور اس کے حبیب مکرم ﷺ کی خوشنودی ہوناچاہیے۔

1۔ جوکام شریعت محمدی ﷺ کے خلاف ہواس سے ہر صورت اجتناب کیاجائے۔

2۔ نماز باجماعت کا خاص خیال رکھاجائے۔

3۔ صحیح العقیدہ علماء اہلسنت سے خطابات کروائے جائیں اور نام نہاد اسکالرز سے بچاجائے۔

4۔ محافل میلاد کاانعقادرزق حلال سے کیاجائے۔اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رزق حرام سے دور رہیں۔

5۔ محافل میلادمیں لائٹنگ وغیرہ کے لئے بجلی چوری مت کی جائے۔

6۔ محافل میلادمیں ہمیشہ پاک وصاف لباس پہن کرباوضوشرکت کی جائے۔ سرپر عمامہ شریف یاٹوپی رکھی جائے۔

7۔ ہر ایک مسلمان کو میلاد شریف میں شامل ہونے کی دعوت دی جائے۔

8۔ اگر کہیں کچھ لوگ میلاد کے نام پر ناچ گانا غیر شرعی فعل کرتے ہیں تو آپ اس سے دور رہیں کیونکہ نیک کاموں کو برائی کی وجہ سے نہیں چھوڑاجاسکتا۔

آخر میں اللہ پاک سے دعاکرتاہوں اللہ پاک ہم کوسب کو آقائے ﷺ کی سچی اور پکی محبت عطافرمائے۔ آمین

# دفتری امور میں تحفہ تحائف لینا

## مسائل و احکام

تحریر: مفتی فاروق احمد محمدی سیفی

**سوال:** السلام علیکم! کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اور مفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ زید ایک ہسپتال میں جاب کرتا ہے جہاں مختلف دواساز کمپنیوں اور مختلف مشینیں جو کہ ٹیسٹ وغیرہ میں کام آتی ہیں' کے نمائندگان بھی آتے ہیں۔ یہ میڈیکل اور پیرامیڈیکل سٹاف کو تحائف دیتے ہیں' ان تحائف کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس کے علاوہ کبھی وہ کھانا وغیرہ بھی کھلادیتے ہیں۔ مشین فروخت کرنے والی کمپنی کبھی کچھ کیش رقم بھی تحفہ کے نام پہ دیتی ہیں۔ دریافت طلب یہ امر ہے کے یہ سب تمام چیزیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ڈاکٹر کا یا ان کے ساتھ دیگر افراد کا لینا جائز ہے؟ وہ نمائندے ہمیشہ کہتے ہیں کہ یہ صرف تحفہ ہے اس کے بدلے کچھ نہ دیں لیکن میر اپنا ذاتی خیال ہے کہ وہ یہ سب کچھ اپنی پراڈکٹ بیچنے کے لیے کرتے ہیں۔ رہنمائی فرماکر تشفی فرمائیں۔ والسلام

**جواب:** رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ طیبہ کا ایک واقعہ حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے قبیلہ بنو اسد کے ایک شخص ابن التبیہ کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے عامل بنایا، جب وہ (زکوۃ وصول کرکے) آئے تو انھوں نے کہا یہ آپ کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ کیا گیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ منبر پر کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور فرمایا: ان عاملوں کا کیا حال ہے کہ میں ان کو (زکوۃ وصول کرنے) بھیجتا ہوں اور یہ آکر کہتے ہیں:

هٰذَا لَكُمْ، وَهٰذَا أُهْدِيَ لِي، أَفَلَا قَعَدَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ، أَوْ فِي بَيْتِ أُمِّهِ، حَتّٰى يَنْظُرَ أَيُهْدٰى إِلَيْهِ أَمْ لَا وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَنَالُ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْهَا شَيْئًا إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلٰى عُنُقِهِ بَعِيرٌ لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةٌ لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةٌ تَيْعَرُ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْنَا عُفْرَتَيْ إِبْطَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُمَّ، هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ.

یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ (تحفہ) کیا گیا ہے۔ یہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر میں بیٹھا ہوتا پھر ہم دیکھتے کہ اس کو کوئی چیز ہدیہ کی جاتی ہے یا نہیں.. !قسم اس ذات کی جس کے قبضہ و قدرت میں محمد ﷺ

کی جان ہے! تم میں سے جو شخص بھی ان اموال میں سے کوئی چیز لے گا قیامت کے دن وہ مال اس کی گردن پر سوار ہو گا (کسی شخص کی گردن پر) اونٹ بڑبڑا رہا ہو گا، یا گائے ڈکرا رہی ہو گی یا بکری منمنا رہی ہو گی، پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اتنے بلند کیے کہ ہم نے آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی، اس کے بعد آپ ﷺ نے دو مرتبہ فرمایا: اے اللہ میں نے تبلیغ کر دی ہے۔

بخاري، الصحیح، کتاب الاحکام، باب هدايا العمال، 6: 2624، رقم: 6753، بیروت: دار ابن کثیر الیمامة

مسلم، الصحیح، کتاب الإمارة، باب تحریم هدایا العمال، 3: 1463، رقم: 1832، بیروت: دار إحیاء التراث العربي

اس حدیثِ پاک سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عہدے پر فائض ہونے کی وجہ سے تحائف وصول کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کی ہے کیونکہ کسی عہدہ پر متمکن شخص کو تحائف کی صورت میں رشوت دے کر لوگ غلط کام کرواتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے عُمّال وافسران کو دورانِ خدمات ہدیہ وصول کرنے پر تنبیہ فرمائی ہے۔

فتاوی ہندیہ میں عُمّال اور صاحبانِ اختیار کو دیئے جانے والے تحائف پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ دورِ حاضر میں دوا ساز کمپنیوں (Pharmaceutical Companies) کی طرف سے میڈیکل اور پیرا میڈیکل سٹاف کو دیئے جانے والے تحائف بھی اسی زمرے میں آتے ہیں۔ فقہائے فتاویٰ ہندیہ کے مطابق اگر کسی صاحبِ اختیار (جیسے زیرِ بحث معاملے میں ڈاکٹر یا اس کا سٹاف) کو محض دوستی و تعلق کی بناء پر کوئی تحفہ دیا جائے تو لینے والے کے لیے تحفہ لینا اور دینے والے کے لیے تحفہ دینا' دونوں جائز ہیں۔ اس معاملے کی دیگر صورتوں پر فتاویٰ ہندیہ درج ذیل الفاظ میں بحث کی گئی ہے:

نَوْعٌ مِنْهَا أَنْ يُهْدِىَ الرَّجُلُ إِلَى رَجُلٍ مَالًا لِيُسَوِّىَ أَمْرَهُ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السُّلْطَانِ وَيُعِينَهُ فِي حَاجَتِهِ، وَإِنَّهُ عَلَى وَجْهَيْنِ: الْوَجْهُ الْأَوَّلُ أَنْ تَكُونَ حَاجَتُهُ حَرَامًا وَفِي هٰذَا الْوَجْهِ لَا يَحِلُّ لِلْمُهْدِى الْإِعْطَاءُ وَلَا لِلْمُهْدَى إِلَيْهِ الْأَخْذُ. الْوَجْهُ الثَّانِي أَنْ تَكُونَ حَاجَتُهُ مُبَاحَةً وَإِنَّهُ عَلَى وَجْهَيْنِ أَيْضًا: الْوَجْهُ الْأَوَّلُ أَنْ يَشْتَرِطَ أَنَّهُ إِنَّمَا يُهْدِى إِلَيْهِ لِيُعِينَهُ عِنْدَ السُّلْطَانِ، وَفِي هٰذَا الْوَجْهِ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ الْأَخْذُ وَهَلْ يَحِلُّ لِلْمُعْطِى الْإِعْطَاءُ. تَكَلَّمُوا فِيهِ مِنْهُمْ. الْوَجْهُ الثَّانِي إِذَا لَمْ يَشْتَرِطْ ذٰلِكَ صَرِيحًا وَلٰكِنْ إِنَّمَا يُهْدِى إِلَيْهِ لِيُعِينَهُ عِنْدَ السُّلْطَانِ، وَفِي هٰذَا الْوَجْهِ اخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ۔ رَحِمَهُمُ اللهُ تَعَالَى۔، وَعَامَّتُهُمْ عَلَى أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ.

وَنَوْعٌ آخَرُ أَنْ يُهْدِىَ الرَّجُلُ إِلَى سُلْطَانٍ فَيُقَلِّدَ الْقَضَاءَ لَهُ، أَوْ عَمَلًا آخَرَ وَهٰذَا النَّوْعُ لَا يَحِلُّ لِلْآخِذِ الْأَخْذُ وَلَا لِلْمُعْطِى الْإِعْطَاءُ كَذَا فِي الْمُحِيطِ.

اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی کو اس غرض سے ہدیہ (تحفہ) دینا کہ اس کے اور سلطان (یعنی صاحبِ اختیار) کے درمیان معاملہ ٹھیک رہے اور بوقتِ

ضرورت مدد کرے، تو اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اگر کوئی حرام حاجت پوری کروانے کے لیے تحفہ دیا گیا ہے تو تحفہ دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تحفہ کسی مباح (ناقابل اعتراض) کام کے لیے دیا جائے تو اس کی بھی مزید دو صورتیں ہیں: اگر تحفہ کسی کام میں مدد کرنے کی شرط کے ساتھ دیا گیا تو اس کا لینا جائز نہیں، البتہ دینے کے جواز میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تحفہ دیتے ہوئے اگرچہ کوئی شرط نہیں لگائی گئی تاہم مقصد یہی ہے کہ صاحبِ اختیار میری مدد کرے' اس صورت میں بھی جواز وعدمِ جواز کا اختلاف ہے، تاہم عامہ مشائخ کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص صاحب اختیار کو کسی (عہدہ و منصب کے حصول جیسے) قضاء وغیرہ کے لیے تحفہ دے تو دینے والے کے لیے دینا اور لینے والے کے لیے لینا' دونوں جائز نہیں ہے۔

الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الھند، الفتاوی الھندیۃ، 3: 331، بیروت: دار الفکر

درج بالا تصریحات کو زیر بحث معاملے پر منطبق کرنے سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ اگر دواساز کمپنیوں کے نمائندے اپنی ادویات متعارف کروانے کے لیے ڈاکٹر حضرات سے ملتے ہیں اور بغیر کسی شرط کے' محض وقت دینے پر ان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے کوئی تحفہ دیتے ہیں تو اس میں قطعاً کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اپنی مصنوعات (Products) متعارف کروانے کے لیے دیا گیا تحفہ بھی وصول کرنے میں کوئی ممانعت نہیں۔

لیکن اگر یہ تحائف، مالی منفعت، کھانے یا دیگر سہولیات اس شرط کے ساتھ دی جاتی ہیں کہ مریضوں کو مخصوص کمپنی کی ادویات تجویز کی جائیں گی یا طبی معائنہ (Medical Test) کسی مخصوص لیبارٹری کا ہی قبول کیا جائے گا یا اس طرح کی دیگر شرائط کے ساتھ تحائف دینا اور لینا سراسر حرام ہے۔ اسی طرح غیر شرعی یا غیر قانونی امور کی انجام دہی کے لیے دیئے تحائف وصول کرنا بھی ممنوع ہے۔

**سوال:** السلام علیکم! زید پیشے سے ڈاکٹر ہے۔ حال ہی میں ایک دوائی کی کمپنی کا نمائندہ اس کے پاس آیا اور کہا کہ اگر زید ان کی ادویات کا برانڈ لکھتا ہے تو کمپنی اسے فروخت شدہ ادویات کا 30 فیصد حصہ دے گی کیا یہ جائز ہے؟

ادویات کمپنیوں کے نمائندے ڈاکٹروں کے پاس آتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ ان کی کمپنی کی ادویات تجویز کریں اور وہ بدلے میں مختلف آفرز پیش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر آپ ہمارے برانڈ کی دوائی تجویز کرتے ہیں تو ہم آپ کو 30 فیصد کمیشن دیں گے، مثلاً 100 روپے کی دوائی پر 30 روپے آپ کو دیں گے یا 40 فیصد یا 50 فیصد کمیشن بھی ملتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس طرح کمیشن لینا شرعاً جائز ہے؟ میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ

کسی بھی طرح سے ہمیں ایک برانڈ یا دوسرا لکھنا پڑتا ہے، تو کچھ بھی قبول کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ مریض کو دوائی اسی قیمت پر مل رہی ہے، مریض کو اضافی لاگت نہیں آرہی۔ اسی طرح الٹرا ساؤنڈ اور خون ٹیسٹ لکھتے ہیں، خون کے ٹیسٹ وغیرہ جیسے مراکز کی کمی ہوتی ہے، لہٰذا اس طرح کی قریب کی کسی لیب کو ٹیسٹ بھیجنا اور اس کے بدلے لیب اپنے منافع میں سے 30، 40 یا 50 فیصد دیتے ہیں، کیا یہ کمیشن لینا اور لیب والوں کا دینا جائز ہے؟

**جواب:** اگر ڈاکٹرز یا طبی عملہ کے افراد اس 'شرط' پر کسی کمپنی کی ادویات ترجیحاً تجویز کرتے ہیں یا طبی معائنہ کے لیے کسی مخصوص تجزیہ گاہ (Laboratory) کو لازم کر دیتے ہیں کہ اس کے بدلے کسی خاص تناسب سے کمیشن وصول کریں گے تو ایسا کرنا ممنوع ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں ہے: أَنْ يَشْتَرِطَ أَنَّهُ إِنَّمَا يُهْدِي إِلَيْهِ لِيُعِينَهُ عِنْدَ السُّلْطَانِ، وَفِي هٰذَا الْوَجْهِ لَا يَحِلُّ لِلْأَحَدِ الْأَخْذُ.

اگر کسی صاحبِ اختیار کو کسی کام میں مدد کرنے کی شرط کے ساتھ تحفہ (یا کمیشن) دیا گیا تو اس کا لینا جائز نہیں۔ الشیخ نظام وجماعة من علماء الهند، الفتاوی الهندیة، 3: 331، بیروت: دار الفکر

مشروط ہونے کے بعد یہ کمیشن محض ہدیہ نہیں رہتا بلکہ ایک طرح سے کاروباری معاہدہ بن جاتا ہے جس میں ایک فریق محض اپنے اختیار کی وجہ سے کمیشن لیتا ہے جبکہ اس کا تمام تر مالی بوجھ تیسرا فریق (مریض) اٹھاتا ہے۔ یہ کہنا درست نہیں کہ 'مریض کو دوائی تو اسی قیمت پر ملنی تھی، ڈاکٹر کے کمیشن لینے سے مریض کو اضافی لاگت نہیں آرہی' کیونکہ دواساز کمپنیاں اپنی مصنوعات کے تمام اخراجات خریدار پر ہی ڈالتی ہیں۔ خریدار دوائی کی جو قیمت ادا کرتا ہے اس میں ڈاکٹرز کو دیے جانے والے کمیشنز اور تشہیر کے اخراجات بھی شامل ہوتے ہیں۔ چنانچہ دواساز کمپنی و طبی تجزیہ گاہ اور ڈاکٹر کے درمیان ہونے والے کمیشن کے لین دین کا اصل بوجھ مریض کو ہی اٹھانا پڑتا ہے۔

اگر ڈاکٹرز محض کمیشن کے لالچ میں غیر معیاری ادویات تجویز کرتا ہے یا غیر ضروری طبی معائنہ کرواتا ہے تو اس صورت میں کمیشن لینا اور دینا حرام ہے۔ کیونکہ یہ دوسروں کے مال و جان سے کھلواڑ ہے جو شرعاً واخلاقاً سخت ممنوع ہے۔

اس کمیشن کے جواز کی صرف ایک ہی صورت ہو سکتی ہے اور وہ ہے کہ دواساز کمپنیوں کے نمائندے اپنی ادویات متعارف کروانے کے لیے ڈاکٹر حضرات سے ملتے ہیں اور بغیر کسی شرط کے، محض وقت دینے پر ان کا شکریہ ادا کرنے کے لیے کوئی تحفہ دیتے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح مصنوعات (Products) متعارف کروانے کے لیے دیا گیا تحفہ بھی وصول کرنے کی بھی کوئی ممانعت نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔